

قربانی

کے
صرف تین دن ہیں

مصنف

حافظ علامہ محمد حبیب اللہ ڈیروی



ناشر

مکتبہ امدادیہ معرفت مسلم وندان ساز
کمشنری بازار شہر ڈیرو اسماعیل خان

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

نحمدك يا ناصي ونسئلك على رسولك الكريم

ایام قربانی (یعنی قربانی کتنے دن تک درست ہے) کے متعلق حضرت مولانا محمد اسماعیل صاحب سلفی غیر مقلد مرحوم نے الاعتصام لاہور جلد ۷ شمارہ ۱۲۲ ۲ ستمبر ۱۹۵۲ء بمطابق ۳ محرم ۱۳۷۲ھ میں ایک مضمون تحریر فرمایا تھا جس میں یہ ثابت کرنے کی ناکام کوشش کی تھی کہ قربانی چار دن (یعنی تیرہویں ذوالحجہ تک) درست ہے مولانا موصوف کا یہ مضمون اب فتاویٰ علمائے حدیث ص ۱۶۶ ج ۱۳ نا ص ۱۷۲ میں درج ہے مولانا موصوف کے خود اپنے مضمون ہی سے ان کے مقصد میں ان کی ناکامی و نامرادی اچھی طرح واضح ہو جاتی ہے چنانچہ مولانا موصوف حضرت جبر بن مطعم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث پر بحث کرتے ہوئے صاف لفظوں میں اقرار کرتے ہیں جبر بن مطعم کی حدیث مختلف طریق سے مقطوع مرفوع ثقات ضعاف سب سے مردی ہے تمام طریق میں کچھ نہ کچھ نقص ہے (فتاویٰ علمائے حدیث ص ۱۶۶ ج ۱۳) نیز فرماتے ہیں ۱

”بعض کم فہم اور متعصب حضرات سارا زور جبیر بن مطعم کی حدیث اور اس پر جرح میں صرف کر دیتے ہیں حالانکہ جبیر بن مطعم کی حدیث استدلال کی بنیاد نہیں بلکہ مؤید ہے (فتاویٰ علمائے حدیث ص ۱۷۱)“

لیکن اس اقرار کے باوجود کہ چوتھے دن (یعنی تیرہویں ذوالحجہ) کو قربانی کرنے کے لیے کوئی صحیح حدیث موجود نہیں پھر بھی مولانا موصوف چوتھے دن کی قربانی والے مسک کو راجح خیال فرماتے ہیں۔ (الایضاح والاقوة الا بالله العلی العظیم)۔

ہمارے شیخ مکرم اسناد محترم حضرت مولانا ابوالزاہد محمد سرفراز خان صاحب
 صفدر دامت برکاتہم العالیہ نے مولانا سلفی مرحوم کے مضمون کا تعاقب کرتے
 ہوئے ۱۲ ربیع الاول ۱۳۷۲ھ مطابق ۹ نومبر ۱۹۵۲ء میں اس کا جواب
 ”مسئلہ قربانی“ کے نام سے تحریر فرمایا تھا جس میں ہمارے شیخ مکرم نے
 مولانا موصوف سے یہ شکایت بھی کی تھی کہ انہوں نے فرقہ مخالف کے
 حق نازیبا الفاظ (مثلاً کم فہم متعصب چوتھے دن کی قربانی کا انکار جہالت وغیرہ)
 استعمال کئے ہیں حالانکہ تین دن کی قربانی یعنی ۱۲ ذوالحجہ تک صحیح حدیث اور
 صحابہ کرامؓ کے اقوال صحیحہ سے ثابت ہے اور تین دن کے بعد قربانی کرنے
 کی منع بھی واضح طور پر موجود ہے۔ بہر حال اس موضوع پر مولانا سلفی مرحوم
 کے ایک شاگرد مولانا محمد قاسم خواجہ صاحب نے بھی ایک رسالہ ”ایام
 قربانی“ کے نام سے تحریر فرمایا تھا لیکن وہ بھی اپنے مقصد میں بری طرح
 ناکام رہے چنانچہ خواجہ صاحب ”چار دن کی قربانی والی حدیث کے متعلق
 لکھتے ہیں حضرت الاساذ شیخ الحدیث مولانا محمد اسماعیل صاحب سلفی رحمۃ اللہ
 علیہ ارشاد فرماتے ہیں تمام طرق میں کچھ نہ کچھ نقص ہے الخ (ایام قربانی ص ۱۵)
 پھر خواجہ صاحب کے رسالہ کے جواب میں سیف یزدانی رسالہ لکھا
 گیا اور خواجہ صاحب کو خاموش کر دیا گیا یہ رسالہ ہمارے شیخ حضرت
 مولانا عبد القیوم صاحب کے افادات سے تھا۔

خواجہ صاحب بھی اس روایت کو صحیح ثابت نہیں کر سکے اس لیے
 واضح الفاظ میں تحریر فرماتے ہیں ”جامعہ اسلامیہ کے محترم اساذ خان محمد
 الیاس اثری صاحب نے اپنی عالیہ تصنیف ”القول الیقینی فی
 توضیح ایام الشریع“ میں ان تمام اعتراضات کا مفصل جواب دیا ہے

جو جیڑ بن مطعمؒ دالی روایت کی سند پر کئے جاتے ہیں اور اسے صحیح ثابت کیا ہے (ایام قربانی ص ۱۶)

حضرت جیڑ بن مطعمؒ دالی روایت کو صحیح ثابت کرنا کوئی آسان کام نہیں اگر یہ اتنا آسان ہوتا تو مولانا سلتی مرحوم اس کو ہرگز ضعیف قرار نہ دیتے۔ اس پر بحث اپنے مقام پر تسلی بخش طریقہ سے آرہی ہے انشاء اللہ تعالیٰ۔ اس موضوع پر مولانا عبید اللہ عقیف غیر مقلد کا بھی ایک مضمون "قربانی کتنے دنوں تک جائز ہے" ہفت روزہ المحدث لاہور ۳ جولائی و ۷ اگست ۱۹۸۷ء میں مفصل طور پر درج ہے نیز اس موضوع پر مولانا محمد اعظم صاحب غیر مقلد مدرس جامعہ اسلامیہ گوجرانوالہ نے بھی اپنے رسالہ "مسائل قربانی" کے ص ۳۸ تا ۴۱ میں ایک مضمون "قربانی کے چار دن" کے عنوان کے تحت درج فرمایا ہے۔ تعجب تو یہ ہے کہ اس موضوع پر غیر مقلدین حضرت کے شیخ الحدیث مولانا محمد عبداللہ صاحب آف گوجرانوالہ امیر جمعیت الحدیث پاکستان نے بھی ایک رسالہ "مسائل قربانی" کے نام سے دے لے کر بانا خواستہ تحریر فرمایا ہے اور اپنے علمی کمالات کو اس رسالہ میں خوب ظاہر فرمایا ہے جن کا ذکر مفصلاً اپنے مقام پر آ رہا ہے انشاء اللہ تعالیٰ۔

پھر جرات اور بہادری یہ ہے کہ یہ دونوں رسالے یعنی القول الاینیق فی توضیح ایام التشریق مؤلفہ مولانا محمد الیاس صاحب انٹری اور مسائل قربانی مؤلفہ شیخ الحدیث صاحب موصوف بذریعہ ڈاک ہمارے استاذ محترم شیخ مکرّم حضرت مولانا صوفی عبدالحمید صاحب سواتی دامت برکاتہم العالیہ کو ارسال کر کے جواب کا مطالبہ کیا گیا جس کی بنا پر راقم الحروف نے اس کا جواب ضروری سمجھتا کہ اس مسئلہ کو

ح بھلاقی ہیں موجیں کہ طوفان میں اترو
کہاں تک چلو گے کنارے کنارے

قربانی کس دن میں سنت ہے

دسویں ذوالحجہ کو یَوْمُ النَّحْرِ (قربانی کا دن) کہا جاتا ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیشہ اسی تاریخ کو قربانی کی ہے حافظ محمد ایاس اترئی صاحب لکھتے ہیں:

”یہ بات ملحوظ رہے کہ یوم النحر ذوالحجہ کی دسویں تاریخ کی قربانی افضل، اعلیٰ اور ادنیٰ ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی دائمی سنت اور زندگی کا معمول ہے (بخاری) القول الایق ص ۱۷۷ مولانا محمد اعظم صاحب لکھتے ہیں :

قربانی عید کے دن افضل و اعلیٰ ہے کیونکہ آنحضرتؐ کا ہمیشہ عمل یہی تھا کہ آپؐ نے عید کے دن ہی قربانی کی بلکہ سوا اونٹ کی قربانی بھی آپؐ نے پہلے دن ہی کی۔ اس لیے افضل پہلا دن ہے

استاد محترم حضرت علامہ ابو البرکات احمد صاحب مدظلہ العالی شیخ الحدیث جامعہ اسلامیہ گوجرانوالہ کا فتویٰ وہ فرماتے ہیں کہ دراصل قربانی عید کے دن ہی ہوتی ہے کیونکہ کتب احادیث میں صحیح سندوں کے ساتھ آنحضرتؐ کا فرمان موجود ہے اَدُلْ مَا نَبْدُ اِنْحِ يَوْمَنا هَذَا الصَّلَوةُ لَا تُكُوْ نَزْجِعُ فَنُخْرِ عِيْدَکَ دُن سَب سے پہلے ہم جس عمل کو شروع کرتے ہیں وہ نماز ہے پھر ہم لوٹ کر قربانی ذبح کرتے ہیں۔ یہ واضح دلیل ہے

کہ نماز کے بعد جا کر جو قربانی کو باندھ کر رکھتے تاکہ قربانی دوسرے دن کرے اس نے اس مذکورہ حدیث پر عمل نہیں کیا۔ احادیث میں مذکور ہے کہ اگر پہلے دن قربانی میسر نہ ہو تو دوسرے دن اگر دوسرے دن بھی میسر نہ آئے تو تیسرے دن اگر تیسرے دن بھی میسر نہ آئے تو چوتھے دن کرنی درست ہے۔ اگر پہلے دن سب کچھ تیار ہو تو دوسرے یا تیسرے دن کے لیے رکھنا درست نہیں ہے اس سے دوسرے یا تیسرے دن قربانی سے ثواب میں فرق ضرور پڑے گا۔

(فتاویٰ برکاتیہ ص ۲۵۵، ۲۵۶) (مسائل قربانی ص ۲۹ تا ۴۰)

تبصرہ : مولانا برکات احمد صاحب نے جو یہ تحریر فرمایا ہے کہ احادیث میں مذکور ہے اگر پہلے دن قربانی میسر نہ ہو تو دوسرے دن الخ راقم الحروف کو ایک حدیث بھی ایسی نہیں ملی جس میں یہ الفاظ اور اس ترتیب سے قربانی کا ذکر کیا گیا ہو مولانا موصوف پر لازم ہے کہ وہ ایسی حدیث پیش کریں ورنہ غلط بیانی سے رجوع فرمالیں اور نہ کسی حدیث میں صراحۃً یہ مذکور ہے کہ اگر قربانی تیسرے دن میسر نہ ہو تو چوتھے دن قربانی کر لیں۔ البتہ حضرت علیؑ سے مروی ہے کہ قربانی کے تین دن ہیں ۱۰-۱۱-۱۲۔ ذبح کر ان تین دنوں میں سے جس میں تو چاہے البتہ افضل پہلا دن ہے بہر حال پہلے دن یعنی دس ذوالحجہ کو قربانی کرنا سنت ہے اور افضل ہے گیارہویں اور بارہویں کو قربانی کرنا رخصت و جائز ہے لیکن افضل نہیں اس لیے بغیر کسی مجبوری کے قربانی کو مؤخر نہ کیا جاوے۔ حافظ ابن حجرؒ فتح الباری ص ۱۱۱ تا ۱۱۲ میں شوافع کا اختلاف نقل کرتے ہیں کہ اگر کوئی آدمی ایک قربانی سے زیادہ قربانیاں کرنا چاہتا ہے تو کیا وہ پہلے ہی دن یعنی دس ذوالحجہ کو سب قربانیاں کرے یا مختلف قربانی کے دنوں میں وہ قربانیاں تقسیم کر کے امام نوویؒ سے

سے نقل کیا ہے کہ اس طرح مختلف دنوں میں قربانیاں کرنا مسکینوں کو زیادہ نفع مند ہے لیکن سنت کے خلاف ہے حافظ صاحب امام نوویؒ پر گرفت کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ حدیث پاک میں پہلے دن دو قربانیوں کا ذکر ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی طرف سے کتنے تھے اسی طرح اگر کوئی آدمی پہلے دن دو جانور ذبح کرے اور باقی جانوروں کو دوسرے قربانی کے دنوں میں ذبح کرے تو اس سے سنت کی مخالفت کیسے لازم آتی ہے بہر حال جو تھے دن کی قربانی نہ تو کسی صحیح حدیث سے ثابت ہے نہ کسی صحابیؓ کے صحیح فرمان سے ثابت ہے اس لیے جو تھے دن کی قربانی درست نہیں۔ غیر مقلدین حضرات کو چاہیے کہ وہ دائمی سنت پر عمل کریں اور سنت کی مخالفت ترک کر دیں۔

قربانی کتنے دنوں تک درست ہے

بعض حضرات کے ہاں قربانی صرف دس ذوالحجہ کے دن ہے اس کے بعد قربانی درست نہیں چنانچہ حمیدؒ بن عبد الرحمنؒ بن محمدؒ بن سیرینؒ سعید بن جبیر ابو الشعثاء جابر بن زید الازدی ریبہ چاروں صاحبان تابعی ہیں (داؤد ظاہریؒ کا یہی مسلک ہے کہ قربانی صرف دس ذوالحجہ کو ہے اس کے بعد قربانی درست نہیں البتہ سعید بن جبیرؒ و جابر بن زیدؒ فرماتے ہیں کہ شہر وں کے اندر رہنے والوں کے لیے تو یہی حکم ہے کہ صرف دس ذوالحجہ کو قربانی کریں لیکن منیٰ کے مقام پر حاجیوں کے لیے تین دن (یعنی ۱۰-۱۱-۱۲) میں قربانی کرنا جائز ہے (ملاحظہ ہو فتح الباری ص ۱۰۲ و مرعاة المفاتیح ص ۲۶۳ الجزر الثانی الجزر الثالث) امام بخاریؒ کا رجحان بھی دس ذوالحجہ میں قربانی کرنے کا معلوم ہوتا ہے چنانچہ باب قائم کرتے ہیں۔ باب مَنْ قَالَ إِلَّا صَحِيحُ يَوْمِ النَّحْرِ (صحیح بخاری ص ۸۲۳ ج ۲)

اور مشہور ہے فَقَدْ بُخَّارِي فِي تَرْجَمَةِ الْبُخَّارِيِّ (امام بخاریؒ کی فقہ
ان کے قائم کردہ البواب کے عنوان میں موجود ہوتی ہے)

دوسرا مسلک جمہور علماء کرامؒ کا ہے

جمہور علماء کرامؒ فرماتے ہیں کہ قربانی کے صرف تین دن ہیں (۱۰-۱۱-۱۲) لیکن ذوالحجہ کی تیرہویں کو قربانی درست نہیں ہے امام محمدؒ فرماتے ہیں۔

اخبرنا ابو حنیفۃ عن

حماد عن ابراہیم قال

الاصحی ثلثة ايام يوم

النحر ويومان

بعده قال محمد

وبه نأخذ

وهو قول الج

حنيفۃ۔

(كتاب الآثار ص ۱۲۵)

امام ابو یوسفؒ بھی کتاب الآثار ص ۱۲۵ میں حضرت ابراہیمؒ بالعمی سے اسی طرح نقل کرتے ہیں امام اعظمؒ فرماتے ہیں۔

”میں نے حضرت ابراہیمؒ نخیؒ سے کوئی بات ایسی نہیں سنی جو انہوں نے صرف اپنی رائے سے ہی کہی ہو (سنن دارمی ص ۴۷)

مطلب یہ ہے کہ وہ حدیث شریفہ اور صحابہ کرامؓ کے عمل و فرمان کے مطابق بات کرتے ہیں۔

امام مالکؒ کا مسلک بھی یہی ہے چنانچہ امام مالکؒ حضرت نافعؓ سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن عمرؓ فرماتے تھے قربانی دو دن ہے قربانی کے دن یعنی دس ذوالحجہ کے بعد امام مالکؒ فرماتے ہیں کہ حضرت علیؓ کا مسلک بھی یہی ہے (موطأ مالک ص ۴۹)

امام مالکؒ کے طریق سے یہ دونوں اثر سنن بیہقی ص ۲۹۷ و مشکوٰۃ ص ۱۶۹ میں بھی موجود ہیں۔ مالکیہ حضرات کی مشہور کتاب المدونۃ الکبریٰ ص ۱۷۱ میں ہے۔
(قلت) ارایت النحر سحنونؒ فرماتے ہیں کہ میں نے

كوهو فحی
قول مالك قال ثلثة
ایام یوم النحر
دیومان بعدا
دیس الیوم الرابع
من ایام الذبح
وان كان الناس
بسمی فانه یس
من ایام الذبح

امام عبدالرحمن بن قاسم تمیز
امام مالکؒ کو کہا کہ آپ یہ
خبر دیں کہ امام مالکؒ کے
فرمان میں قربانی کتنے دنوں
تک ہے تو فرمایا کہ تین دن
ہیں یعنی ۱۰ ذوالحجہ کے بعد دو
دن میں چوتھا دن یعنی ۱۲ ذوالحجہ
قربانی کے دنوں میں سے نہیں اگرچہ
عاجی لوگ منی کے مقام پر موجود ہیں
ہوں کیونکہ یہ دن قربانی کے دنوں میں آ

امام احمدؒ کا مسلک بھی یہی ہے علامہ ابن قدامہ حنبلیؒ فرماتے ہیں کہ عبداللہ بن عمرؓ کے بعد قربانی کے صرف دو دن باقی رہ جاتے ہیں حضرت عمرؓ حضرت علیؓ حضرت ابن عمرؓ حضرت ابن عباسؓ حضرت ابوہریرہؓ حضرت انسؓ کا فرمان یہی ہے امام احمدؒ فرماتے ہیں کہ قربانی کے تین دن ہیں نبی اکرم صلی اللہ

علیہ وسلم کے بے شمار صحابہ کرام سے یہی مروی ہے امام مالکؒ و سفیان ثوریؒ کا مسلک بھی یہی ہے کہ ایام قربانی تین ہیں اس پر ایک قسم کا اجماع واقع ہو چکا ہے اور اس پر ہمارے لیے دلیل نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان ہے کہ اپنے تین دن سے زیادہ قربانی کا گوشت ذخیرہ کرنے سے منع فرمایا جب چوتھے دن گوشت رکھنا ہی منع ہے تو قربانی کیونکر جائز ہو سکتی ہے۔
(منی ابن قتادہ ص ۱۱۱)

مشہور غیر مقلد عالم عبید اللہ مبارکپوری صاحب لکھتے ہیں۔

وردی هذا عن	اور یہی بات کہ قربانی صرف
علی و عمر و ابن	تین دن ہے روایت کیا
عباس و ابی ہریرۃ و	کیا ہے حضرت علیؓ و حضرت
انس کما فی	عمرؓ و حضرت ابن عباسؓ و
المعلی ص ۲۷ ج ۷ و حکمی	حضرت ابو ہریرۃؓ و حضرت
ابن القیج و ابن	انس سے جیسا کہ علی ابن حزم
قد ائمة عن احمد	ص ۲۷ میں ہے اور ابن قیمؒ و
انہ قال هو قول	ابن قتادہؒ حضرت امام احمدؒ
غیر واحد من	سے نقل کرتے ہیں کہ انہوں
اصحاب رسول اللہ	نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم و	علیہ وسلم کے بے شمار صحابہ کرامؓ
ذکرہ الاثر من عن	کا یہی مسلک ہے اور محدث
ابن عباس۔	انہم نے حضرت ابن عباسؓ
(مرعاة شرح مشکوٰۃ ص ۲۶۳)	سے بھی یہی مسلک نقل کیا ہے۔

اور علامہ عینیؒ فرماتے ہیں:

وذكره ابن وهب عن

اد ابن وهب مالكي

ابن مسعود رضى

حضرت عبداللہ بن مسعود

الله تعالى عنه -

رضی اللہ عنہ کا بھی یہی مسلک

(عندہ القاری شرح البخاری ص ۲۱۱)

ذکر کیا ہے۔

علامہ ابن الترمکانیؒ فرماتے ہیں:

وفي نوادر الفقهاء لابن

بنت نعيم اجمع الفقهاء

ان التضيحة في اليوم الثالث

عشر غير جائزة الا لشافعي

فانه اجازها -

(المجوه النقي مع الیهقی ص ۲۹۷)

ہے۔

حافظ محمد ایلاس اثری صاحب فرماتے ہیں۔ یہ تین اقوال رحضرت ابوہریرہؓ

حضرت انسؓ اور حضرت عمرؓ کا) سنداً صحیح و درست ہیں لیکن جب آنحضرت

صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہماری رہنمائی کے لیے موجود ہے تو اس کے

ہوتے ہوئے ہمیں ان اقوال پر بنیاد قائم نہیں کرنی چاہیے۔ اعتراض کیا ان

اصحاب رسول کا یہ قول حدیث کے خلاف ہے۔

جواب

ان اصحاب پیغمبر کے بارے میں یہ ذہن رکھنا نہ صرف یہ کہ صحیح نہیں ہے بلکہ گمراہی ہے بلکہ یہ سمجھنا چاہیے کہ حدیث مذکور ان کو ملی نہیں ہوگی ورنہ اصحاب الرسول کا تقدس مجروح ہو جائے گا جو ان کے عمل و تبلیغ کے خلاف ہے

جس کی وجہ سے ان کو رضی اللہ عنہم ورضو اعنہ کی ڈگری مل چکی ہے
(القول الایق ص ۵)

حافظ اثری صاحب نے حضرت ابو ہریرہؓ حضرت انسؓ حضرت ابن
عمرؓ کی سندوں کو صحیح و درست تسلیم کر لیا ہے اور یہ بھی تسلیم کیا ہے کہ صحابہ کرامؓ
حدیث کی مخالفت نہیں کرتے تھے لیکن اثری صاحب نے یہ عذر کیا ہے
ان حضرات کو حدیث مذکور ملی نہ ہوگی لیکن حدیث مذکور آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم سے جب ثابت ہی نہیں تو ملنے نہ ملنے کی بحث اور عذر فضول
ہے بلکہ صحابہ کرامؓ کے عمل سے یہ ثابت ہو گیا کہ چوتھے دن کی قربانی کسی
حدیث سے ثابت نہیں در نہ وہ حضرات اس کی مخالفت ہرگز نہ کرتے۔

چند اعتراضات اور ان کے جوابات

اعتراض ۱۔

حضرت علیؓ سے امام مالکؒ کا تین دن کی قربانی کی روایت نقل کرنا

بے سند ہے۔

الجواب

حضرت علیؓ کا اثر سند کے ساتھ بھی حدیث کی کئی کتابوں میں موجود ہے

چنانچہ علامہ سیوطیؒ فرماتے ہیں :

واخرج عبد بن حمید	اور محدث عبد بن حمید اور
وابن ابی الدنیا و	محدث ابن ابی الدنیا اور
ابن ابی حاتم عن علی	محدث ابن ابی حاتم نے
بن الج طالب	اپنی سند سے حضرت علیؓ سے

قال الايام المعدودات ثلثة ايام روایت کیا ہے کہ ایام معدودات
 یوم الاضحی و یوم ان بعدہ رجن کا ذکر قرآن مجید میں ہے
 اذبح فی ایہا سے مراد تین دن قربانی کے
 شئت و افضلہ ۱۰-۱۱-۱۲ ان میں سے
 اولہا۔ جس میں تو چاہے ذبح
 (درمنشور ص ۲۳) وبیشلہ فتح القدیر کر لیکن افضل پہلا دن ہے۔

خود حافظ محمد الیاس صاحب اثری نے بھی حضرت علیؑ کا یہ اثر محلی
 ابن حزم ص ۲۷۷ کے حوالہ سے نقل کیا ہے جو کہ سند متصل کے ساتھ ہے البتہ
 اثری صاحب نے اس سند کے ایک راوی محمد بن عبد الرحمن بن ابی بلیٰ پر
 جرح نقل کی ہے کہ یہ راوی ضعیف ہے لیکن ضعف کی وجہ حافظہ کی خرابی
 ہے باقی یہ راوی سچا ہے۔

خیانت

اثری صاحب نے لایتمہ لشیء من الکذاب (کہ یہ راوی جھوٹ
 کے ساتھ متہم نہیں کیا گیا) اس عربی والے جملہ کو نقل کر کے اردو میں اس
 کا ترجمہ نہیں کیا دیکھئے القول الاینق ص ۳۵۔ راقم الحروف نے نور الصلح ص ۱۲۴
 تا ص ۱۲۷ میں اس راوی کی تعدیل و توثیق کے بارے میں ائمہ کرامؒ کے اقوال
 نقل کئے ہیں۔ یہ راوی حسن درجہ کا ہے جب تک اس راوی کی خطا و دلائل
 سے واضح نہ ہو جائے اتنے تک اس کی حدیث قابل عمل ہے اور حضرت
 علیؑ کے اس فرمان کے نقل کرنے میں ان سے کوئی خطا واقع نہیں ہوئی
 کیونکہ چاروں قربانی کرنے کی کوئی روایت حضرت علیؑ سے مروی نہیں نہ سند

ضعیف ہے اور نہ سند صحیح ہے۔ ابن قسیمؒ و نوویؒ نے البتہ حضرت علیؓ سے ایک روایت چار دن قربانی کرنے کی نقل کی ہے لیکن یہ بالکل بے سند بات ہے غیر مقلدین حضرات کو ہم چیلنج کرتے ہیں کہ وہ اس کی سند بیان کریں لیکن
 ۱۔ نہ خنجر اٹھے گا نہ تلوار ان سے
 یہ بازو میرے آزمائے ہوئے ہیں

— اعتراض نمبر ۲ —

حافظ محمد الیاس اثری صاحب نے حضرت عبداللہ بن عمرؓ کی روایت کو محلی ابن حزم ص ۳۷۷ کے حوالہ سے نقل کر کے اس کی دونوں سندوں پر جرح کی ہے دیکھئے القول اللایق ص ۳۷ تا ص ۳۸۔

— الجواب —

حافظ اثری صاحب نے رسالہ مذکور کے ص ۳۹ میں حضرت ابن عمرؓ کی روایت کو موطا امام مالک سے یوں ذکر کیا ہے۔ عبداللہ بن عمرؓ نے فرمایا کہ قربانی دس گیارہ اور بارہ تاریخ تک ہے اور پھر ص ۴۰ فرماتے ہیں: سنداً صحیح و درست ہے جب اثری صاحب نے ایک سند کو صحیح مان لیا تو باقی سندوں پر جرح کرنا فضول اور عبث کام ہے بلکہ اس صحیح سند کی بنا پر وہ ضعیف سندیں بھی حسن بن جائیں گی۔

— لطیفہ —

حافظ اثری صاحب نے محلی ابن حزم ص ۳۷۷ سے ابن عمرؓ کی ایک روایت یوں نقل کی ہے۔

من طریق وکیع عن وکیع عبداللہ بن نافع عن
 عبداللہ ابن نافع عن اسید ابن عمرؓ سے نقل کرتے

امیہ عن ابنت عمر میں یوم النحر گیارہویں اور
قال ما ذبحت یوم النحر بارہویں تاریخ میں میرا ذبیحہ
والثالث والثالث قربانی ہے۔

فہی الضحایا۔ (القول الاینق ص ۲۸ تا ص ۲۸)

قارئین حضرات نے اثری صاحب کے ترجمہ کئے ہوئے خط کشیدہ الفاظ کو دیکھ لیا ہوگا اب ذرا صحیح ترجمہ بھی ملاحظہ کریں جو جانور۔ دس۔ گیارہ۔ بارہ تاریخ میں ذبح کئے جائیں پس وہ قربانی کے جانور ہیں۔ مَا ذَبَحْتُ کو اثری صاحب نے مَا ذَبَحْتُ بنا دیا ہے (بہت خوب)

ع۔ دُور کو سلجھا رہے ہیں اور سہرا ملتا نہیں

اعتراض نمبر ۲

اثری صاحب نے حضرت ابن عباسؓ کے اثر کو معنی ص ۳۷ سے نقل کر کے اس کی دونوں سندوں پر جرح کی ہے (القول الاینق ص ۲۶)

الجواب

ایک سند میں ابن ابی لیلیٰ ہے یہ راوی حسن درجہ کا ہے جیسا کہ پہلے ذکر ہو چکا ہے اور دوسری سند اگر ضعیف بھی ہو تب بھی پہلی سند کی مؤید بن جائے گی اور پہلی سند میں اور زیادہ قوت پیدا ہو جائے گی۔ علامہ ابن الترمذیؒ اور علامہ عینیؒ فرماتے ہیں :

وقد ذکر الطحاوی فی اور امام طحاویؒ نے احکام
احکام القرآن بسند جید القرآن میں جید سند یعنی عمدہ
عن ابن عباس قال سند کے ساتھ حضرت ابن
الاضحیٰ یوہان بعد عباسؓ سے روایت کیا ہے

یوم النحر۔ کہ قربانی دس ذوالحجہ کے بعد

(الجوہر النقی مع بیہقی ص ۲۹۶) د ۹۷ دودن میں کی جاسکتی ہے۔

(عمدة القاری شرح البخاری ص ۱۲۸ ج ۲۱)

سوال

حضرت ابن عباسؓ سے چار دن کی قربانی کی روایت سنن بیہقی ص ۲۹۶ میں موجود ہے حافظ محمد الیاس اثری صاحب نے بھی اس روایت کو اپنے رسالہ "ایام قربانی ص ۲۱ میں پیش کر کے ضعیف تسلیم کیا ہے اور لکھا ہے ہمارے دعوے کی بنیاد حضرت ابن عباسؓ کے قول مذکور پر نہیں ہے۔

الجواب

یہ روایت صحت ضعیف ہی نہیں بلکہ ڈبل ضعیف ہے یعنی سن گھڑت ہے اس روایت کی سند میں ایک راوی طلحہ بن عمرو واقع ہے علامہ ابن حزمؒ فرماتے ہیں :

طلحہ بن عمرو المکی
دھوکذاب (محلّی ص ۲۴۸ ج ۵)
طلحہ بن عمرو کی بہت بڑا جھوٹا ہے۔
الجزء الثامن مسئلہ ۱۲۹۵ (فی دبیۃ المریض)

نیز فرماتے ہیں :

فطلحہ مشہور بالکذب
طلحہ راوی سفید جھوٹ بولنے
الذاضم۔
کے ساتھ مشہور ہے۔

(محلّی ص ۲۵۲ الجزء السابع مسئلہ ۹۸۴)

محدث ابو الفضل محمد بن طاہر المقدسی (التوفی ۵۰۸ھ) لکھتے ہیں :

طلحہ بن عمرو و محمد بن عثمان و محمد بن خلید و سلیمان بن کران دھوکذبا و ضعیفاء

کذا البون (تذکرۃ الموضوعات ص ۱۷ مع موضوعات کبیر) کہ طلحہ بن عمرو سمیت یہ چاروں راوی ضعیف اور بہت بڑے جھوٹے ہیں (اس راوی کا) مزید ترجمہ تہذیب التہذیب و میزان الاعتدال میں دیکھیں۔

چیلنج

کسی صحابیؓ سے ۱۲ ذوالحجہ کی قربانی کی روایت ثابت نہیں ہمارا غیر مقلدین کو کھلا چیلنج ہے کہ وہ قیامت تک اس کو ثابت نہیں کر سکتے بعض صحابہ کرامؓ پر بغیر سند اور ثبوت کے ان کے ذمہ لگا دینا کہ وہ چوتھے دن کی قربانی جائز سمجھتے تھے یہ غیر مقلدین حضرات کا صحابہ کرامؓ پر بہتان ہے۔

ایک بدترین جھوٹ

غیر مقلدین حضرات کے نرالی شیخ الحدیث حضرت مولانا عبداللہ صاحب امیر جمعیت الحمدیث پاکستان لکھتے ہیں۔ نیز حضرت علی رضی اللہ عنہ کا بھی فرمان ہے کہ قربانی کے چار دن ہیں اور حضرت علیؓ نے اپنی خلافت میں آرڈر جاری کیا تھا کہ قربانی کے دن چار ہیں۔ (مسائل قربانی ص ۲۳) ناشر مجلس دعوت الحمدیث اردو بازار گوجرانوالہ یہ حضرت علیؓ پر خالص افتراء ہے (سبحانک ہذا ہفتان عظیم)

غلط بیانی

مولانا محمد اسماعیل سلفی صاحب لکھتے ہیں بلکہ عبداللہ بن عباس اور عبداللہ بن عمرؓ سے دونوں مسلک مردی ہیں (محلی ص ۲۷ ج ۱) بحوالہ فتاویٰ علماء حدیث (ص ۱۴۲ ج ۱۳)۔

مولانا سلفی کا یہ بیان درست نہیں کہ ان دونوں صحابہؓ سے چوتھے دن کی قربانی والا مسلک بھی مروی ہے معلیٰ ابن حزم میں کوئی ایسی صریح روایت نہیں ہے اس لیے مولانا سلفیؒ نے اس کو باندھ نقل نہیں کیا اور صیغہ راز میں رکھتے ہوئے صرف حوالہ پر اتفان کیا ہے اور اسی میں اپنی عافیت سمجھی ہے۔

وضاحت : معلیٰ ص ۲۲ مسئلہ ۹۸۲ میں ہے۔

وقول رابع وهو ان	اور چوتھا مذہب یہ ہے کہ
التضحية يوم النحر	قربانی چار دن ہے چنانچہ
وثلاثة ايام بعداً رؤيانا من	ہم نے روایت کیا ہے اس
طريق محمد بن المثنى ناعبد الله	سند سے محمد بن المثنیٰ عید اللہ
بن موسى نا ابن الجيلى	بن موسیٰ ابن ابی یعلیٰ
عن الحكم بن عتيبة	حکم بن عتیبہ - مقسم - ابن عباسؓ
عن مقسوعن ابن عباس	نے فرمایا کہ ایام معلومات
قال الايام المعلومات	(جن کا ذکر قرآن مجید میں ہے)
يوم النحر وثلاثة	چار دن ہیں یعنی ۱۳ ذوالحجہ تک
ايام بعداً هكذا	اسی طرح میری کتاب معلیٰ
في كتابي ولا ادري	میں یہ روایت مذکور ہو گئی
لعله وهو	ہے اور مجھے اس کی حقیقت
والله اعلم	معلوم نہیں ہو رہی ہے شاید
•••••	یہ غلط ہے واللہ اعلم۔

یہ روایت ابن حزمؒ کے ہاں غلط ہے درست نہیں ہے اس میں قربانی کا کوئی ذکر نہیں ہے کہ وہ کتنے دن تک ہے اس روایت میں ایام معلومات

کی تفسیر ذکر کی گئی ہے وہ چار دن ہیں جن میں اللہ تعالیٰ کا ذکر کیا جاتا ہے۔

لطیف

اگر غیر مقلدین حضرات کے ہاں قربانی موقوف ہے ایام معلومات کی تفسیر پر تو حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے صحیح سند کے ساتھ مروی ہے کہ ایام معلومات دس دن ذوالحجہ کے ہیں دیکھئے (صحیح بخاری ص ۱۲۲)

علامہ ابن حزمؒ لکھتے ہیں کہ صحیح سند کے ساتھ مروی ہے۔

صح عن ابن عباس کہ حضرت ابن عباسؓ

وسعد بن جبیر و ابراہیم بن جبیر ابراہیم نخعیؒ مجاہدؒ۔

النخعی و مجاہد و عطاء عطاء حسن بصریؒ فرماتے

والحسن البصری ان ہیں ایام معلومات مراد دس

الایام المعلومات دن ذوالحجہ کے ہیں آخری

عشر ذی الحجۃ دن دس ذوالحجہ (قربانی کا

آخر ہا یوم النحر و ان دن) ہے اور ایام معدودات

المعدودات ثلثۃ ایام بعد دس ذوالحجہ کے بعد تین دن ہیں

یوم النحر۔ (محلّی ص ۲۲ مسئلہ ۹۱۳)

اب غیر مقلدین حضرات کو چاہیے کہ وہ پہلی ذوالحجہ کو قربانی شروع کریں اور دس ذوالحجہ کو ختم کریں تاکہ ایام معلومات کی تفسیر پر عمل ہو سکے اور پھر ایام معدودات کی تفسیر پر عمل کرنے کے لیے ۱۱-۱۲-۱۳ ذوالحجہ کو قربانی کیا کریں لیکن دس ذوالحجہ کو قربانی نہ کریں کیونکہ یہ دس ذوالحجہ ایام معدودات کی تدبیر میں نہیں آتا چنانچہ حافظ اثری صاحب نے ابن رشد سے نقل کیا ہے۔ یہ مسئلہ اتفاقی ہے کہ ایام معدودات ایام التشریق ہیں اور وہ یوم النحر

کے بعد تین دن ہیں صرف سعید بن جبیر کا قول ہے یوم نحر بھی ایام تشریق میں سے ہے (بدایۃ المجتہد ص ۲۲۳ ج ۱)

محدث شمس الحق عظیم آبادی المتوفی ۱۳۲۹ھ لکھتے ہیں ایام تشریق کا کا دو سال نام ایام منیٰ اور تیسرا نام ایام معدودات بھی ہے اور وہ ۱۱-۱۲-۱۳ تاریخ کا نام ہے (عون المعبود ص ۲۹۵ ایام قربانی ص ۸ تا ص ۹)

پس اس تفسیر و تشریح سے معلوم ہوا کہ غیر مقلدین حضرات کے ہاں قربانی کے صرف تین دن ہیں جس کی ابتداء ۱۱ ذوالحجہ سے شروع ہوتی ہے جب کہ دس ذوالحجہ قربانی کا دن نہیں (لاحول ولا قوۃ الا باللہ) غیر مقلدین حضرات جو یہ روایت پیش کرتے رہتے ہیں کُلَّ اَيَّامِ الشَّحْرِ ذَبْحٌ (کہ ایام تشریق کے تمام دن ۱۱-۱۲-۱۳ قربانی کے دن ہیں)

اس روایت سے بھی وہ تین دن قربانی کے ثابت کرتے ہیں جس کی ابتداء ۱۱ ذوالحجہ سے شروع ہوتی ہے پس ثابت ہوا کہ غلط قسم کی روایت کے سہارے دراصل یہ قربانی کے منکر ہیں مسلمانوں کو قربانی کے اصل دن دشل ذوالحجہ سے روکنا چاہتے ہیں۔

عہدوے شر برا نیگز د کہ خیر مادر آں باشد

لطیفہ ۲

اثری صاحب لکھتے ہیں :

مولانا اشفاق الرحمن کاندھلوی حنفی نے مؤطا امام مالک کے حاشیہ پر بحوالہ عینی نقل کیا ہے کہ کرخی نے بھی امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ سے یہی نقل کیا ہے۔ ایام معدودات ایام تشریق کا نام ہے اور امام ابو حنیفہ کے نزدیک بھی یوم النحر (عید والے دن) کے تین بعد ہیں (ایام قربانی ص ۸ تا ص ۹) اس سے معلوم

ہوا کہ غیر مقلدین حضرات کے ہاں چونکہ قربانی کے صرف تین دن ہیں یعنی ۱۱۔۱۲ ذوالحجہ۔ فلہذا امام ابوحنیفہؒ بھی دس ذوالحجہ کی قربانی کے منکر ہیں اور تیرہویں ذوالحجہ کی قربانی کے قائل ہیں (معاذ اللہ) حالانکہ ایام معلومات یا ایام معدودات کی تفسیر سے قربانی کے دن متعین نہیں ہوتے جب تک قربانی کا صراحۃً کے ساتھ ذکر نہ ہو جب کہ حضرت علیؓ کی روایت میں صراحت ہے کہ ایام معدودات تین ہیں قربانی کا دن یعنی دس ذوالحجہ اور دو دن بعد ۱۱۔۱۲ افضل دن ہیں جس میں تو چاہے قربانی کر۔ افضل اول دن ہے۔ کما تر اسے طرح معلیٰ ابن حزم میں حضرت ابن عمرؓ سے ایام معدودات کی تفسیر تین دن بعد دس ذوالحجہ کے نقل کی گئی ہے تو کیا اس سے مراد قربانی ہے کہ دس ذوالحجہ کے بعد قربانی کیا کر (معاذ اللہ) قرآن مجید میں صراحۃً واذکر اللہ کے الفاظ ایام معدودات اور ایام معلومات سے پہلے مذکور ہیں جس کا معنی یہ ہے کہ ان دنوں میں اللہ تعالیٰ کا ذکر کیا کر۔ چونکہ غیر مقلدین حضرات کے پاس چوتھے دن کی قربانی کی کوئی صحیح روایت نہیں اس لیے بے چارے غلط سمجھ کر کے ایام معلومات یا ایام معدودات کی تفسیر سے لوگوں کو دھوکہ دینا چاہتے ہیں جب چوتھے دن کی قربانی کی روایت ہی غلط ہے۔ منقطع ہے۔ سلیمان بن موسیٰ متکلم فیہ راوی ہے۔ اضطراب شدید کا شکار ہوا ہے۔

اس کا شاگرد سعید بن عبدالعزیز اور سلیمان بن موسیٰ آخری عمر میں حافظہ خراب ہونے کی وجہ سے اختلاط کا شکار ہو گئے تھے یعنی حدیثیں رل مل گئی تھیں تو جب غیر مقلدین کے مسلک بنیاد ہی سخت کمزور ہے تو اور سہاروں سے اس کو کس طرح استوار کیا جائے گا۔

نوٹ: اثری صاحب لکھتے ہیں: "حافظ ابن کثیرؒ نے حضرت علیؓ المتوفی سیدہ کا مذہب نقل کیا ہے وہ یوم نحر کے دو دن بعد تک قربانی جائز تسلیم کرتے ہیں نو دہائی نے ان سے تین دن بعد تک نقل کیا ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت علیؓ کے اس بارے میں دو قول ہیں جو جس کو ملا ہے اس نے اسی کو نقل کر دیا ہے (ایام قربانی ص ۱)

پھر اثری صاحب نے ابن قیمؒ سے بھی نو دہائی کی طرح نقل کیا ہے لیکن اثری صاحب کوئی سند پیش نہیں کر سکتے ہمارا دعویٰ ہے کہ حضرت علیؓ سے چار دن کی قربانی کی کوئی سند نہیں ہے دنیا کی کوئی کتاب اس صفحہ ہستی پر موجود نہیں جس میں حضرت علیؓ سے سند کے ساتھ قربانی چار دن ثابت کی جا سکے۔

ۛ نہ خنجر اٹھے گا نہ تلوار ان سے

یہ بازو میرے آزمائے ہوئے ہیں

اب بے چارہ اثری۔ ابن قیمؒ نو دہائی کی بے سند بات اور وہم کو تحقیق تسلیم کر رہا ہے اثری لکھتے ہیں ابن ترکمانی صاحب کی لائق شان یہ تھا اس قول کو مع سند ذکر فرماتے تاکہ ہم بھی سند میں غور و تدبر کر لیتے الخ ایام قربانی ص ۲۳ کیا یہ نصیحت دوسروں کے لیے ہے۔ (ہاٹوا برہانکوان کنستہ صادقین) جب کہ یہی نو دہائی داؤد ظاہری کا مسلک بھی چار دن قربانی کا نقل کرتے ہیں اپنا رسالہ ایام قربانی ص ۱ دیکھ لیں حالانکہ صریح غلط بیانی ہے داؤد ظاہری کا مذہب صرف دس ذوالحجہ کے دن قربانی کا ہے چنانچہ علامہ ابن حزم لکھتے ہیں کہ حمید بن عبدالرحمن صرف دس ذوالحجہ کے دن قربانی کا قائل ہے دھوقول الی سلیمان (محلی ص ۲۲ مسئلہ ۹۸۳) اور یہی قول ابوسلیمان داؤد ظاہری کا ہے۔

محترم اثری صاحب آپ غور لکھتے ہیں۔ قربانی صرف عید کے دن ہو سکتی ہے یہ مذہب ابن سیون حمید بن عبد الرحمن اور داؤد ظاہری کا ہے (ایام قربانی ص ۱۳) اثری صاحب منجھوٹ الحواس نہ بنیں ذرا ہوش کو سنبھالادیں آپ ایام قربانی کے ص ۱۳ میں ابن حجرؒ کی وفات ۸۵۲ھ لکھتے ہیں جب کہ ص ۱۵ پر وفات ۸۵۲ھ لکھتے ہیں۔

آپ سلیم بن موسیٰ کے بارے میں امام بخاریؒ کی جرح ان الفاظ سے نقل کرتے ہیں بخاری فرماتے ہیں عندہ مناکیر (ایام قربانی ص ۱۳) کتنے خشک الفاظ سے امام بخاریؒ کا نام لیا ہے کیونکہ آپ کی روایت کلیام الشریع ذبح (تمام ایام تشریق ذبح کے دن ہیں) کا ستیاناس ہوتا ہے کہ امام بخاریؒ جیسے محدث کے ہاں یہ روایت غلط ہے لیکن جب امام بخاریؒ کا فرمان اپنی تابعد میں پیش کرنے کی ضرورت پڑی تو یوں تحریر کرتے ہیں۔ احتمال ہے کہ یہ روح بن الفضل ہیں یا روح بن اسلم ہیں ادل کے بارے میں گو ابو حاتم نے کہا ہے کہ وہ مجہول ہیں مگر امیر المؤمنین فی الحدیث جناب امام بخاریؒ جیسی عظیم النظیر اور فقید المثال شخصیت گویا ہے کہ روح بن الفضل فن حدیث میں معروف ہیں میزان ص ۱۲ (ایام قربانی ص ۲۳)۔ اثری صاحب جب امام بخاریؒ آپ کی غلط روایت کے راوی سلیم بن موسیٰ پر جرح کر رہے ہیں تو وہ اس وقت ان القاب کے مستحق نہ تھے یہ منافقانہ چال اچھی نہیں یہ روش چھوڑ دو۔

جھوٹ اور خیانت

اثری صاحب روح بن اسلم کے متعلق لکھتے ہیں تو وہ بھی ثقہ راوی ہیں

چنانچہ حافظ (ابن حجر) بحوالہ ابن ابی خثیمہ نقل کرتے ہیں کہ ان کے بارے میں ابن معین سے پوچھا گیا تو انہوں نے فرمایا کہ وہ صحیح راوی ہیں (ایام قربانی ص ۲) اثری صاحب نے بالکل جھوٹ بولا ہے ابن معینؒ نے اس راوی کے متعلق ہرگز یہ نہیں فرمایا کہ وہ صحیح راوی ہیں۔ چنانچہ اصل الفاظ ملاحظہ ہوں۔

وقال ابن ابی خثیمہ سئل ابی معین عنہ فقال لیس بذاك
 لیکن من اهل الکذب (تہذیب ص ۲۹۱)

اور محدث ابن ابی خثیمہؒ فرماتے ہیں کہ اس راوی کے بارے میں امام یحییٰ بن معینؒ سے پوچھا گیا تو انہوں نے فرمایا کہ مضبوط نہیں ہے البتہ جھوٹ بولنے والوں میں شمار نہیں ہوتا۔

قارئین کرام کی خدمت میں اصل عبارت اور اس کا صحیح ترجمہ پیش کر دیا گیا ہے (لَعَنَهُ اللّٰهُ عَلٰی الْكَافِرِیْنَ) محدثین کرامؒ نے جو اس راوی پر جرح کی ہے اس کا ذکر چھوڑ دیا ہے۔

۱) محدث عفانؒ فرماتے ہیں روح بن اسلم کذاب (روح بن اسلم بہت بڑا جھوٹا ہے)

۲) ابوحاتمؒ فرماتے ہیں لیث الحدیث ہے۔

۳) امام بخاریؒ فرماتے ہیں محدثین اس میں جرح کرتے ہیں۔

۴) محدث دارقطنیؒ فرماتے ہیں ضعیف اور مترک الحدیث ہے۔

۵) محدث ابن الجارودؒ فرماتے ہیں عندنا مناکیہ (اس کے پاس ادب)

(روایتیں ہیں) و تہذیب ص ۲۹۱ تا ص ۲۹۲

۶) اثری صاحب کے حافظ دنیا ابن حجرؒ فرماتے ہیں روح بن اسلم الباہلی

ابوحاتم البصری ضعیف (تقریب ص ۱۰۴) کہ یہ ضعیف راوی ہے۔

۷۔ دروغ گورانا بمنزل باید رسانید

غیر مقلدین حضرات کے پاس اس مسئلہ میں نہ تو کوئی صحیح حدیث موجود ہے اور نہ حسن و درجہ کی حدیث موجود ہے بلکہ ہلکے درجے کی ضعیف بھی موجود نہیں ہے ہاں سخت قسم کی ضعیف ہے جو مردود کی قسموں میں شمار کی جاتی ہے اسی طرح صحابہ کرامؓ میں سے کسی ایک صحابیؓ سے بھی چوتھے دن کی قربانی کی کوئی روایت مروی نہیں ہے نہ سند صحیح سے نہ حسن سے نہ ہلکے درجے کی ضعیف سند سے ہاں ایک جھوٹی دمن گھڑت سند سے ابن عباسؓ سے مروی ہے اس لیے اب غیر مقلدین حضرات نے کچھ آثار تابعینؓ سے بھی اپنے مذہب کو سہارا دینے کی کوشش فرمائی ہے حافظ اثری صاحب نے حضرت حسن بصریؒ و حضرت عطاءؒ سے چوتھے دن کی قربانی سنن کبریٰ بیہقی ص ۲۹۶ ج ۹ سے اس سند خدا شناس محمد بن یحییٰ انباء روح شفا حماد عن مطر۔ سے پیش فرمائی ہے اس کی سند میں ایک راوی نوخیز سے روح بن اسلم بہت بڑا جھوٹا واقع ہے جس کا حال ابھی گذرا اس راوی کے مجروح ہونے سے روایت ردی ہو گئی ہے۔ دوسرا راوی مطرب بن ہمان اس سند میں واقع ہے اس پر جرح کرنے کی ضرورت تو نہیں مگر اثری صاحب نے جو خیانت کا از کتاب کیا ہے اس کو ذرا فارئین کرام کی خدمت میں پیش کر دیا جائے۔

اثری صاحب نے مطر راوی کی توثیق نقل کی ہے اور پھر امام نسائیؒ پر برس پڑے میں لکھتے ہیں۔ ائمہ کی اس قدر تصویحات کے مقابلے میں جناب امام نسائیؒ مرحوم کا ایس بالفتویٰ کہنا کسی خاص اہمیت کا حامل نہیں ہے۔ (ایام قربانی ص ۲۵)

الجواب

محترم اثری صاحب خیانت کرنا حرام ہے مگر آپ لوگوں کے لیے مسلک کے تعصب میں خیانت کرنا کوئی حرم نہیں۔ آپ نے امام نسائیؒ کی جرح ذکر کی ہے اور باقی محدثین کرامؒ کے جرحی کلمات کو نظر انداز کر دیا ہے۔ بعد اللہ بن احمدؒ فرماتے ہیں میں نے اپنے باپ حضرت امام احمد بن حنبلؒ سے مطر راوی کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے فرمایا کہ امام یحییٰ بن سعید القطانؒ مطر الوراق کی حدیث کو ابن ابی بلیٰ کی حدیث کے مشابہہ قرار دیتے تھے حافظہ کی خرابی میں۔

امام احمدؒ فرماتے ہیں کہ عطاءؒ سے روایت کرنے میں ضعیف ہے محدث ابن سعدؒ فرماتے ہیں کان فیہ ضعف فی الحدیث (حدیث میں کچھ کمزور تھا) امام البوداؤدؒ فرماتے ہیں یس ہو عندی بحجة (وہ میرے نزدیک حجت نہیں ہے) دلائل قطع بہ فی حدیث اذا اختلف (اور اس کی روایت پر اعتماد نہ کیا جائے جب اختلاف کرے) محدث ساجیؒ فرماتے ہیں سچا ہے بھول جانا ہے ابن حبانؒ فرماتے ہیں بعض اوقات خطا کر جاتا ہے (تہذیب ص ۱۶۸ تا ص ۱۶۹) اثری صاحب کے حافظہ دینا (ابن حجرؒ) فرماتے ہیں صدوق کثیر الخطاء و حدیثہ عن عطاء ضعیف (تقریب ص ۳۲) سچا ہے لیکن کثیر الخطاء (بہت خطا کرنے والا) ہے خاص کر اس کی حدیث عطاءؒ سے ضعیف ہے۔ کثیر الخطاء راوی بھی ضعیف ہوتا ہے۔

مختصر الحواشی

اثری صاحب ایام قربانی کے ص ۲۴ میں لکھتے ہیں۔ مطر صاحب عطار

سے حدیث نقل نہیں کر رہے ان کا اپنا قول بیان کر رہے ہیں لیکن اثری صاحب اسی قول کے متعلق ص ۲۵ میں لکھتے ہیں بذا منہ عظام کے تفصیلی بیانات کے بعد حدیث کی صحت و درستگی میں ذرہ برابر شک نہیں رہتا (بہت خوب سبحان اللہ دریں چہ شک۔ ڈیروی) اللہ تعالیٰ عمل کی توفیق بخشے آمین (ایام قربانی ص ۲۵)

علماء کا فتویٰ

اثری صاحب یہ عنوان قائم کرنے کے بعد لکھتے ہیں۔ ابن جریر صحیح حضرت عطار سے نقل فرماتے ہیں ایام تشریق میں فحج و قربانی جائز ہے (السنن الکبریٰ ص ۲۹۶ ج ۹) ایام قربانی ص ۲۵۔

اثری صاحب نے پھر خود اعتراض نقل کر کے یوں جواب دینے کی کوشش فرمائی ہے۔ اعتراض ابن جریر صحیح مدلس ہے اور مدلس راوی جب عن فلاں یا قال فلاں کہے تو وہ قابل قبول نہیں ہے۔ جواب یہاں تدلیس قطعاً مضر اور نقصان دہ نہیں ہے کیونکہ وہ حضرت عطار کے پاس سترہ سال رہے ہیں حافظ ابن حجر مروت لکھتے ہیں ابو بکر بن ابی خثیمہ کہتے ہیں کہ ابراہیم بن عرعہ نے ہمیں بحی بن سعد (صحیح سعید ہے ڈیروی) سے بیان کیا انہوں نے ابن جریر صحیح سے انہوں نے کہا کہ جب قال عطاء (عطار نے کہا ہے) کہتا ہوں تو میں نے ان سے سنا ہوتا ہے اگرچہ میں سماع کا اعلان نہ بھی کروں۔ (ایام قربانی ص ۲۶)

الجواب

اثری صاحب آپ کو یا تو بات سمجھنے کی استعداد نہیں ہے یا خیانت کا آپ نے ارتکاب کیا ہے یہ بات عطار بن ابی رباح کے متعلق ابن جریر

نہیں کہہ رہا بلکہ یہ عطاء خراسانی کے متعلق کہہ رہا ہے چنانچہ آپ نے پوری عبارت ذکر نہیں کی اور خیانت کا ارتکاب کیا ہے اس کے بعد متصل یہی ابو بکر بن ابی خثیمہؒ فرماتے ہیں :

قال ابو بکر و رأیت فی کتاب علی بن المداہنی سالت یحییٰ بن سعید عن حدیث ابن جریر عن عطاء الخراسانی فقال ضعیف قلت لیحییٰ انه یقول اخبرنی قال لا شیء کله ضعیف انما هو کتاب دفعه الیه (تھذیب التھذیب ص ۲۶۶) ”ابو بکر (ابن ابی خثیمہؒ) فرماتے ہیں میں نے امام علی بن المدینیؒ کی کتاب میں دیکھا وہ فرماتے ہیں میں نے امام یحییٰ بن سعید القطانؒ سے ابن جریرؒ کی ایک حدیث کے بارے میں پوچھا جو وہ عطاء خراسانی سے روایت کرتے ہیں تو فرمایا ضعیف ہے میں نے یحییٰؒ کو کہا کہ ابن جریرؒ کہتا ہے مجھے عطاء نے خبر دی تو یحییٰؒ نے فرمایا کچھ نہیں ضعیف ہے عطاء نے ابن جریرؒ کو کتاب دی تھی ابن جریرؒ نے عطاء سے خود نہیں سنا۔“

اب یہ بات جس کو ابو بکر بن ابی خثیمہؒ بیان کر رہے ہیں عطاء خراسانی کے متعلق ہے اور ابو بکر ابن خثیمہؒ نے پھر اس کی تردید بھی علی بن المدینیؒ کی کتاب سے کر دی ہے۔ اس لئے ابن جریرؒ میں تدلیس کا عیب ہونا بدستور باقی ہے۔ اور مدلس ہونا ابن جریرؒ کا آپ کو مسلم ہے۔ لہذا روایت کے ضعیف ہونے میں شک نہ رہا۔ مولانا عبد الرحمن مبارکپوری غیر مقلد فرماتے ہیں کہ ابن جریرؒ کی عنعنہ والی روایت کیسے حسن ہو سکتی ہے (ابکار المنہج ص ۲۵۵ باب ما جاء فی الدعاء بعد المكتوبۃ لمختصاً)۔

حافظ اثری صاحب نے ابن حزمؒ کے محلّی سے بھی عطاءؒ وغیرہ سے

۱۱ ذوالحجہ تک قربانی کرنے کا قول نقل کیا ہے لیکن یہ سلق روایتیں ہیں ابتداء سے ان کے راوی موجود نہیں ہیں غمذا اثری صاحب کو اس کی پوری سند نقل کرنا چاہیے حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ سے ۱۳ ذوالحجہ تک کی قربانی کا قول السنن الکبریٰ ص ۲۹ ج ۹ سے نقل کیا ہے لیکن سند میں اسماعیل بن عیاش واقع ہے جو ضعیف ہے اثری صاحب نے یہ جواب دیا کہ جمہور کے ہاں شامیوں سے اس کی روایت معتبر ہے اہل حجاز سے معتبر نہیں ہے اور یہ روایت شامیوں سے ہے ابام یہقیؒ اس ضابطہ کو نہیں مانتے وہ اسمعیل بن عیاش کو لیس بحدتہ کہتے ہیں یعنی حجت نہیں، حالانکہ اس مقام پر روایت اہل شام میں سے ہے دیکھئے (یہقی ص ۲۳۶ ج ۹ کتاب الضحایا)۔

جواب یہ ہے کہ ہم یہ ضابطہ مانتے ہیں لیکن ایک شرط کے ساتھ اور وہ شرط یہ ہے کہ جب تدیس نہ کرے کیونکہ یہ اسمعیل بن عیاش تیسرے طبقہ کا مدرس ہے (طبقات المدلسین ص ۲۷ لابن حجرؒ)

نزلے شیخ الحدیث کے کمالات

کمال نمبر ۱

شیخ الحدیث مولانا عبداللہ صاحب امیر جمعیت الحمدیث پاکستان لکھتے ہیں جب حضورؐ سے پوچھا گیا کہ ماہذہ الاصحی یا رسول اللہ کے رسول یہ قربانیاں کیا ہیں تو آپؐ نے فرمایا سنہ اہیکو ابراہیم تو حضورؐ نے فرمایا تمہارے باپ ابراہیمؑ کی سنت میں الخ (مسائل قربانی ص ۱۲)

الجواب

یہ روایت جھوٹی و من گھڑت ہے اس نزلے شیخ الحدیث کو پہلے یہ

روایت تو بیان کرنا ہی مناسب نہ تھا ورنہ اس کی حقیقت ظاہر کر دیتے اگر اس کے من گھڑت ہونے کا علم تھا۔

اس کی سند یوں ہے : حدثنا عبد اللہ حدثنی الجاثنا بیذ بن ہارون اناسلام بن مسکین عن عائذ اللہ المجاشعی عن ابی داؤد عن زید بن الرقم (الحی) ما ہذا الا ضاحی یا رسول اللہ (الحديث) مسند احمد ۳۶۸۔

امام بیہقی^۱ امام بخاری^۲ سے نقل کرتے ہیں کہ عائذ اللہ المجاشعی کی روایت صحیح نہیں (السنن الکبریٰ ص ۲۶۱)۔

یہ روایت مستدرک حاکم ص ۲۸۹ ج ۲ میں بھی مذکور ہے امام حاکم فرماتے ہیں صحیح الاسناد ہے علامہ ذہبی^۳ فرماتے ہیں عائذ اللہ راوی کے متعلق امام ابو حاتم^۴ فرماتے ہیں کہ یہ منکر الحدیث (ضعیف حدیث والا) ہے تلخیص المستدرک ص ۲۸۹ ج ۲) علامہ ناصر الدین البانی غیر مقلد فرماتے ہیں۔

موضوع (من گھڑت ہے) سلسلۃ الاحادیث الضعیفہ والموضوعہ ص ۱۲ ج ۲ اصل راوی جس پر سخت قسم کی جرح ہے وہ عائذ اللہ کا استاد ابو داؤد ہے جس کا نام یفیع بن الحارث الاعمی ہے یہ جھوٹی حدیثیں بنایا کرتا تھا۔ قتادہ^۵ علماء حدیث ص ۱۲ ج ۱۱ میں ہے دوسرے راوی ابو داؤد یفیع بن الحارث الاعمی صمدانی ہیں۔ امام بھی بن معین فرماتے ہیں یہ شخص حدیث وضع کیا کرتا تھا (خلاصہ تہذیب الکمال) امام عقیلی فرماتے ہیں غالی رافضی تھا امام نسائی^۶ اور امام دارقطنی^۷ کے نزدیک منزوک ہے امام ابو زرہ کا ارشاد ہے کہ یہ شخص کسی کام کا نہیں امام ابن جابر^۸ فرماتے ہیں اس سے روایت کرنا جائز نہیں ہے یہ شخص واعظ بھی تھا اور بھکاری بھی حضرت قتادہ نے اسے

جھوٹا کہا ہے (میزان ص ۲۴۲)

نزلے شیخ الحدیث نے اگر اردو کے اس فتاویٰ کو دیکھ لیا ہوتا تو اس
من گھڑت روایت کے ذکر کرنے کی شرمندگی نہ اٹھانی پڑتی۔

— کمال نمبر ۱ —

نزلے شیخ الحدیث صاحب لکھتے ہیں اور امام بخاری کے استاد امام
عبداللہ بن مبارک فرماتے ہیں (مسائل قربانی ص ۱۶)

امام بخاریؒ کی پیدائش ۱۹۲ھ میں ہوئی جب کہ حضرت عبداللہ بن
مبارکؒ تیرہ سال قبل وفات پا چکے تھے یعنی ۱۸۱ھ میں تو عبداللہ بن
مبارک سے امام بخاریؒ نے کیسے علم حاصل کر کے شرف تلمذ حاصل کیا
(اِنَّ اللّٰهَ وَاَنَا اِلَيْهِ رَاْجِعُوْنَ) یہ نزلے شیخ الحدیث خیر سے امیر جمعیت
الہدیت پاکستان بھی ہیں (بسمان اللہ)

— کمال نمبر ۲ —

حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد عبداللہ صاحب امیر جمعیت الہدیت پاکستان
لکھتے ہیں قربانی کے دن آپ کا طریقہ یہ تھا کہ آپ غسل کرتے خوشبو لگاتے پھر
عید گاہ کی طرف تشریف لے جاتے راستہ میں اللہ اکبر اللہ اکبر لا الہ الا اللہ
واللہ اکبر اللہ اکبر و اللہ الحمد پڑھتے جلتے (مسائل قربانی ص ۱)

اس نزلے شیخ الحدیث صاحب نے اس حدیث کا مخزج بیان
نہیں کیا جس سے معلوم ہوتا ہے دال میں کچھ کالا کالا ہے جب کہ مولانا محمد
صادق صاحب سیالکوٹی غیر مقلد نے صلوٰۃ الرسول ص ۲۹ میں اس تکبیر پڑھنے
کا حوالہ دارقطنی سے ذکر کیا ہے لیکن مولانا صادق صاحب نے اس کی سند
کے بارے میں بالکل خاموشی اختیار کی ہے حالانکہ اس کی سند میں دو راوی

رافضی قسم کے کذاب اور دضاع و افنع ہیں۔ (۱) عمرو بن شمر ہے (۲) جابر جعفی ہے (دیکھئے سنن الدارقطنی ص ۵۴)

اس لیے نزلے شیخ الحدیث صاحب نے اصل مأخذ سے حوالہ نہ دینے میں اپنی عافیت سمجھی ہے جو ان کیلئے بچائے عافیت کے شرمندگی کا سبب بن گیا ہے ہاں تنجیر کے یہ الفاظ بعض صحابہ کرامؓ سے منقول ہیں جس کو حکماً مرفوع کہہ سکتے ہیں۔

کمال نمبر ۷

حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد عبداللہ صاحب امیر جمعیت الحدیث پاکستان لکھتے ہیں ”بعض لوگ کہتے ہیں کہ اگر امیر آدمی کا قربانی کا جانور گم ہو جائے یا مر جائے تو اس کو اس کے بدلے قربانی دینی واجب نہیں اور غریب آدمی کا قربانی کا جانور گم ہو جائے یا مر جائے تو اس پر دوبارہ قربانی واجب ہے۔ معلوم ہوتا ہے کہ یہ مسئلہ کسی مولوی یا امام نے بادشاہ یا امیر لوگوں کی خوشامد کے لیے بیان کیا ہے ورنہ قربانی تو اسی کے لیے ہے جو اس کی طاقت رکھتا ہے جو غریب آدمی ہے اور دوسری قربانی خریدنے کی طاقت نہیں رکھتا اس کے لیے دوبارہ واجب کیا جائز ہی نہیں ہے (مسائل قربانی ص ۷)

حضرت شیخ الحدیث صاحب نے اصل مسئلہ کا مفہوم ہی نہیں سمجھا لیکن اس پر تبصرہ بلا تحقیق ہی شروع کر دیا ہے۔ اصل مسئلہ ملاحظہ ہو۔ اگر امیر نے قربانی کا جانور مقرر کر رکھا تھا اور وہ غائب ہو گیا تو امیر نے دوسرا مقرر کر دیا۔ لیکن قربانی کے دن سے پہلے وہ گمشدہ جانور مل گیا تو اس پر ایک قربانی لازم آتی ہے جس جانور کو ذبح کر دے کافی ہے کیونکہ خدا تعالیٰ کی طرف سے اس پر ایک قربانی کرنا لازمی تھا۔ اگر غریب نے قربانی کا جانور خرید لیا لیکن اس

پر قربانی کرنا لازمی نہ تھا اور جانور گم ہو گیا غریب نے پھر اپنی جان پر ظلم کرتے ہوئے دوسرا جانور خریدا اور پہلا جانور گمشدہ بھی مل گیا تو قربانی کے دن غریب دونوں جانور ذبح کرے گا کیونکہ پہلا جانور جو گم ہو گیا تھا غریب کے مقرر کرنے کی وجہ سے اس پر لازم ہو گیا تھا دوسرا جانور بھی غریب نے اپنے اوپر لازم کر دیا ہے اس لیے غریب کو دو جانور ذبح کرنے ضروری ہیں جیسے نذرمان لینے سے چیز واجب ہو جاتی ہے حالانکہ خدا تعالیٰ نے اس کو نذر ماننے کا حکم نہیں دیا تھا اور امیر کی مثال زکوٰۃ دینے والے کی طرح ہے اگر امیر نے زکوٰۃ دینے کے لیے رقم الگ کر لی تھی اور وہ چوری ہو گئی ہے امیر نے دوبارہ زکوٰۃ ادا کرنے کے لیے پھر رقم مختص کر لی ہے دس اثنارہ چوری شدہ رقم دوبارہ حاصل ہو گئی ہے تو ان میں سے ہر ایک رقم سے اگر پوری زکوٰۃ ادا ہو جاتی ہے تو ایک مقرر کردہ رقم کافی ہے کیونکہ خدا تعالیٰ کی طرف سے جو حکم ہے وہ پورا ہو جاتا ہے کیونکہ امیر کے مقرر کرنے سے اس پر لازم نہیں ہوا تھا اصل مسئلہ یوں تھا جس کو حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد عبداللہ صاحب امیر جمعیت الہمدیہ پاکستان سمجھنے سے قاطر رہے اور دوسروں پر بدگمانی اور بہتان بازی اپنی روایتی انداز میں کرنے پر اتر آئے۔

کمال نمبر ۵

قرآن مجید کی آیت نزلے شیخ الحدیث نے غلط لکھ دی ہے چنانچہ حضرت لکھتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں فرماتے ہیں:

فَانْشِازَعْمُ فِي شَيْءٍ فَرُدُّوهُ اِلَى اللّٰهِ وَالرَّسُولِ اِنْ كُنْتُمْ
اٰمِنْتُمْ بِاللّٰهِ وَرَسُولِهِ ذٰلِكَ خَيْرٌ وَّ احْسَنُ تَاْوِيْلًا
ايمنہ (مسائل قربانی ص ۱۹)

حالاں کہ قرآن مجید میں آیت اس طرح ہے اِنْ كُنْتُمْ تُؤْمِنُونَ
بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ (پٹ)

سوال : یہ کاتب کی غلطی ہے حضرت نزالے شیخ الحدیث صاحب کی نہیں۔

الجواب —

حضرت شیخ الہند مولانا محمود حسن صاحبؒ کی کتاب - ایضاح الدرۃ ص ۹ میں
یہ آیت کاتب کی غلطی سے غلط لکھی گئی تھی لیکن غیر مقلدین حضرات نے اپنے
رسائل و کتابوں میں حضرت شیخ الہندؒ کے خلاف جو گندی زبان استعمال کی اور
غلیظ فتوے لگائے (الامان والحفیظ) حالانکہ عبارت کے مضمون سے کاتب
کی غلطی آشکارا ہو جاتی ہے نیز اسی ایضاح الدرۃ کے ص ۲۵۶ میں یہ آیت درست
لکھی ہوئی موجود ہے جس سے کاتب کی غلطی یقیناً ثابت ہوئی جبکہ نواب صدیق حسن
خان جو غیر مقلدین حضرات کے مذہب کے مجدد ہیں ان کی کتابوں میں اکثر آیات
قرآنیہ غلط لکھی ہوئی موجود ہیں مثلاً بغینۃ الرائد فی شرح العقائد ص ۱۳، ص ۱۹، ص ۲۴
ص ۵۲، ص ۵۹، ص ۶۵، ص ۸۹، ص ۱۱۶، ص ۱۲۶ دیکھ لیں اس کتاب کو مولانا
خالد گھر جاکھی نے اپنے ادارہ اجار السنہ گھر جاکھ کو جو انوالہ سے شائع کیا ہے
نزل الابرار ص ۳۲، ص ۱۲۹، ص ۱۵۳، ص ۱۵۵، ص ۲۲۵، ص ۲۵۱ کو دیکھ لیں یہ
کتاب نواب صاحب کی قسطنطنیہ (ترکی) سے ۱۳۰۱ھ میں شائع ہوئی ہے۔
الروضة الندیہ ص ۱۲۵ و ص ۱۳۵ و ص ۱۴۶، ص ۱۵۵، ص ۱۵۶، ص ۲۲۲ و ص ۳۰۸
مطبع علوی ہند میں ملاحظہ کریں۔ بہر حال میں ان اغلاط کی تفصیل میں جانا نہیں
چاہتا ورنہ تو ایک مستقل رسالہ ان پر لکھا جاسکتا ہے۔

لیکن غیر مقلدین حضرات نے کبھی نواب صاحب کے خلاف زبان نہیں
کھولی جس سے یہ شبہ پڑتا ہے کہ انہیں قرآن مجید کی عزت سے نواب صاحب

کی عزت زیادہ عزیز ہے (إِنَّا بَلَدَهُ دَانَا إِلَيْهِ رَاجِعُونَ)

کمال نمبر ۶

نرالے محدث لکھتے ہیں قربانی کے جانوروں کو ذبح کرنے کے لیے ایام معلومات کا لفظ بولا ہے یعنی ایام کا لفظ بھی جمع کا صیغہ ہے اور معلومات بھی جمع کا صیغہ ہے عام طور پر ایام جو جمع قلت ہے اس کی صفت واحد آتی ہے جیسے پہلے پارہ میں ہے وَقَالُوا لَنْ تَمْسَا النَّارَ إِلَّا أَيَّامًا مَّعْدُودَةً کہ ایام جمع قلت کا صیغہ ہے اور اس کی صفت معدودہ واحد کا صیغہ آئی ہے اس لیے یہاں تین دن سے اوپر نہیں ہوگا لہذا ایام معلومات میں اس کی صفت معلومات جمع کا صیغہ لا کر یہ ثابت کرنا تھا کہ یہ دن تین نہیں بلکہ اس سے زیادہ ہیں۔

علم بلاغت میں یہ قاعدہ مذکور ہے کہ جب جمع قلت کی صفت جمع ہے تو وہاں تین دن سے زیادہ مراد ہوا کرتے ہیں لہذا قرآن مجید سے معلوم ہوا کہ قربانی کے دن تین نہیں بلکہ تین دن سے زائد ہیں اسی لیے صحابہ کرام جو بلاغت کے ماہر تھے انہوں نے ایام معلومات کی تفسیر چار دن کی قربانی سے کی ہے (مسائل قربانی ص ۱۹ تا ۲۰)

الجواب

قرآن مجید کی آیت لَنْ تَمْسَا النَّارَ إِلَّا أَيَّامًا مَّعْدُودَةً میں نرالے شیخ الحدیث کا یہ لکھنا کہ یہاں تین دن سے اوپر نہیں ہوگا۔ بہت بڑی جہالت ہے کیونکہ اس آیت کے تحت سات دن ایک قول میں ذکر کئے گئے ہیں ورنہ تو اکثر مفسرین چالیس دن کا ذکر کرتے ہیں کہ یہودیوں نے کہا کہ ہم چالیس

دین آگ جہنم میں رہیں گے
 کیونکہ اتنی مدت انہوں نے پچھڑے کی عبادت کی تھی۔ تفسیر جلالین ص ۱۳
 میں ہے اربعین یوماً (چالیس دن)۔ غیر مقلدین حضرات کے شیخ الاسلام مولانا
 ثناء اللہ امرتسری لکھتے ہیں نہایت سے نہایت چالیس روز تک تفسیر ثنائی ص ۱۲
 ثنائی اکادمی لاہور۔ نیز دیکھئے تفسیر درمنثور ص ۸۲ تا ص ۸۵۔

باقی نزلے شیخ الحدیث کا یہ لکھنا کہ صحابہ کرامؓ نے ایام معلومات کی تفسیر
 چار دن کی قربانی سے کی ہے۔ یہ صحابہ کرامؓ پر بہتان و افتراء ہے صحابہ کرامؓ
 سے چار دن کی قربانی کے صریح الفاظ کس کتاب میں ہیں اس کی سند بیان
 کریں ورنہ اس افتراء عظیم سے توبہ کر لیں تاکہ خاتمہ ایمان پر ہو سکے۔ اس
 کتاب کے آخر میں ایام معلومات اور ایام معدودات کی تفسیر اور اس کی
 مراد واضح کر دی گئی ہے۔ اس کو ملاحظہ فرمائیں۔

مجلس دعوت الہمدیث اردو بازار گوہر النوالہ کا شکریہ

مجلس دعوت الہمدیث کے ہم شکر گذار ہیں کہ وہی ہمارے اس
 رسالہ لکھنے کا سبب بنے ہیں ایک منزبہ انہوں نے مولانا حافظ محمد الیاس
 صاحب اثری کا رسالہ ایام قربانی کی تحقیق اور شیخ الحدیث مولانا محمد عبد اللہ
 صاحب کا رسالہ مسائل قربانی بذریعہ ڈاک ہمارے شیخ مکرم حضرت مولانا عبد الحمید
 صاحب سواتی دامت برکاتہم العالیہ کو ارسال کئے اور جواب کا مطالبہ کیا۔
 راقم الحروف نے ان دونوں رسالوں کا جواب لکھ کر قارئین کرام کی خدمت
 میں پیش کر دیا۔

ع۔ گ۔ قبول افتدز ہے عز و شرف

مجلس دعوت الہمدیث سے ایک شکوہ

اپنے مسلک کی حمایت میں کتابیں لکھنا رسائل لکھنا کوئی بری بات نہیں البتہ اشتہار بازی اچھی چیز نہیں میرے خلاف مجلس دعوت الہمدیث نے الاعتصام ہفت روزہ لاہور ۲۳ جون ۱۹۸۹ء / ۱۸ ذوالفقہہ ۱۴۰۹ھ کا ایک مضمون جس کا عنوان ہے کیا امام بخاری منزوک الہمدیث ہیں کی فوٹو کاپیاں کر اگر فافول میں ملفوف کر کے بذریعہ ڈاک عوام الناس و بعض خواص کی طرف بھیجی گئی ہیں بعض حضرات نے مجھ سے مطالبہ کیا کہ اس کا جواب اشتہار کی صورت میں دیا جائے لیکن راقم الحروف نے اس کو پسند نہیں کیا اس مضمون کا جواب نور الصباح حصہ دوم میں تفصیل کے ساتھ آرہا ہے غیر مقلدین حضرات کے بہت سے پوشیدہ راز ہمارے پاس موجود ہیں لیکن ہم اسے اشتہار کی شکل میں پیش کرنا درست نہیں سمجھتے مثلاً ماہنامہ صدائے صوفی لاہور جلد ۱ جولائی ۱۹۸۹ء شماره ۱ (جس کے مدیر ایم نوید اختر۔ مدیر اعزازی ناہید شاہد ہیں اور یہ حضرات الہمدیث ہیں قاضی عبدالقدیر خاموش کے گروہ سے تعلق رکھتے ہیں) ص ۲ میں تنگ آمد بجنگ آمد کے عنوان کے تحت نرالیے شیخ الہمدیث حضرت الامیر مولانا محمد عبداللہ صاحب کے متعلق تحریر ہے حضرت الامیر۔

اخلاق

اگر کوئی صاحب علم ان کے پاس سے گزرے تو وہ ان سے نا آشنا ہو اور موصوف سحر تکلم ہوں تو بے ساختہ اس کی زبان پر یہ آیت آئے گی وَ اِذَا خَاطَبَهُمُ الْجَاهِلُونَ قَالُوا سَلَامًا۔ آپ ان کے کسی بھی قریبی رفیق سے اس بارے استفسار کر لیں وہ اس کی تائید و توثیق کرے گا۔

علمی حالت

جب عراق ایران جنگ خشکی سے سمندر تک پہنچی ان دنوں حضرت الامیر نے الحمدیث یوتھ فورس گوہر الوالہ کے صدر جناب محترم فاروق احمد ناگی کی رہائش پر ایک وقار تقریب میں شرکت فرمائی اس موقع پر ایک صحافی نے موصوف سے سوال کیا - خلیج کی موجودہ صورت حال پر آپ کا نقطہ نظر کیا ہے - حضرت الامیر نے فرمایا کہ خلیج کے کہتے ہیں ایسے باخبر قائدین کی موجودگی میں جماعت کیسے ترقی کر سکتی ہے -

خوف خدا

ہفت روزہ الاسلام کے گزشتہ شمارہ میں لکھا گیا کہ حضرت الامیر عصر حاضر کے زندہ دلی ہیں -

آئیں آپ کو اس دلی کی دلایت کا ایک عکس دکھائیں - ایک تقریب میں عصر حاضر کے اس دلی نے خنزیر کا گوشت کھایا جب اس پر انہیں آگاہ کیا گیا تو یہ دلی اس پر نادم ہونے کے بجائے اور شریعت کے مطابق فتنے کرنے کی بجائے مسکرا کر فرمانے لگے یہ تو بڑا مزیدار ہے - اس کی تصدیق صاحبزادہ ابتسام الہی ظہیر کی جاتی سکتی ہے جس کے حوالے سے موصوف کو عصر حاضر کا دلی ٹھہرایا گیا ہے - اس لحم خنزیری کی لذت حاصل کرنے میں شیخوپورہ کا ایک مولوی بھی شریک ہے جو حضرت الامیر کا ہم نام ہے - ایسے افراد کی دلایت سے انکار ناممکن ہے الخ -

ایسی باتیں کرنا ہم مناسب نہیں سمجھتے یہ عجیب قسم کے الحمدیث ہیں جو اپنے الحمدیث جھائیوں کو بھی مناف نہیں کرتے - خدا تعالیٰ ان کو ہدایت دے -

باب نمبر ۱

اس باب میں تین دن کی قربانی کے دلائل بیان کئے جائیں گے اور ثابت کیا جائے گا کہ چوتھے دن کی قربانی درست نہیں ہے اور اس کے بہت سے دلائل ہیں۔
دلیل نمبر ۱

حضرت سلمہ بن رکوع فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم میں سے جو قربانی کرے پس تیسری رات کے بعد نہ صبح کرے کہ اس کے گھر میں قربانی کے گوشت ہیں سے کچھ بچا ہوا موجود ہو۔	عن سلمة بن اکوع قال قال النبي صلى الله عليه وسلم من ضحى منك فلا يصبح بعد ثلاثة ولبق في بيته منه شيء۔
--	--

بخاری شریف ص ۸۳۵ و مسلم ص ۱۵۹
جب چوتھے دن قربانی کے گوشت کی ایک بوٹی رکھنا بھی درست نہیں تھا تو پورا جانور ذبح کر کے کھانا کیسے درست ہو سکتا ہے۔

دلیل نمبر ۲

حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ قربانی کے گوشت کو ہم نمک لگا کر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت	عن عائشة قالت الضحية كنا نملح منها فنقدم به الى النبي
---	---

صلی اللہ علیہ وسلم - میں پیش کیا کرتے تھے مدینہ
 بالمدينة فقال - منورہ میں تو نبی اکرم صلی اللہ
 لا تأكلوا الا نثثۃ ايام - علیہ وسلم نے فرمایا تین دن
 وليست بعزيمة - کے علاوہ قربانی کا گوشت
 ولكن اراد ان يطعم - نہ کھایا کرو (حضرت عائشہؓ
 منه والله اعلم - کا خیال ہے) کہ یہ فیصلہ لازمی
 (بخاری شریف ص ۸۳۵) - نہیں تھا بلکہ ارادہ یہ تھا کہ
 ۲۶ - دوسرے کو گوشت کھلائے

اس حدیث سے بھی معلوم ہوا کہ چوتھے دن کی قربانی شریعت میں ثابت
 نہیں ورنہ چار دن گوشت کھانے کی اجازت ہوتی۔

دلیل نمبر ۲

ابو عبیدہ مولیٰ ابن ازہرؓ فرماتے ہیں کہ میں حضرت علیؓ کے پاس عید کے
 دن حاضر ہوا پس

فصلی قبل الخطبة - انہوں نے نماز خطبہ سے پہلے
 ثم خطب الناس فقال - پڑھی پھر لوگوں کو خطاب
 ان رسول الله صلى - کیا پس فرمایا کہ نبی اکرم صلی
 الله عليه وسلم نهأكم - اللہ علیہ وسلم نے تمہیں منع
 ان تأكلوا الحوم نسلکوفوق - کیا ہے کہ تم اپنی قربانیوں کا
 ثلاث - گوشت تین دن سے ادھر کھاؤ

(بخاری ص ۸۳۵) - مسند ص ۱۵۷ - بیہقی ص ۲۹)

اور مصنف عبد الرزاق ص ۲۸ میں اس روایت کے اندر اسی طرح بھی مروی ہے

کہ تین راتوں کے بعد قربانیوں کا گوشت مت کھاؤ۔

اس سے معلوم ہوا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد عید کے دن
نخا تو تین دن ۱۰ ذوالحجہ سے بارہ ذوالحجہ تک ہیں تیسرے ہو جس ذوالحجہ اس سے
خارج ہے لیکن غیر مقلد فتنہ باز کہے گا۔ میں نہ مانوں۔
دلیل نمبر ۴

حضرت ابن عمر فرماتے ہیں	عن عبد الله بن
کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم	عمر قال قال رسول
نے فرمایا کہ قربانیوں کا گوشت	الله صلى الله عليه
تین دن کھایا کرو اور حضرت	وسلم كلوا من
عبد اللہ ابن عمر جب منیٰ سے	الاضاحي ثلاثاً وكان
مکہ مکرمہ واپس آتے تو زیتون	عبد الله يا حل
کاتیل (روٹی) کے ساتھ	بالزيت حين ينفر
استعمال کرتے گوشت کا سالن	من مني من اجل
استعمال نہ کرنے کہ کہیں قربانیوں	لحوم الهدى -
کا گوشت نہ ہو۔	(بخاری ص ۸۳۵)

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ قربانی کا گوشت ذخیرہ کرنے کی قطعاً اجازت
نہ تھی سوائے تین دن کے عام ہے اپنی قربانی کے جانور کا گوشت ہو یا کسی دوسرے
کی قربانی کے جانور کا گوشت ہو تین دن سے زیادہ نہیں کھا سکتا۔ اور یہی ج ۲۹
میں ہے کہ حضرت سالم ابن عمر فرماتے ہیں کہ حضرت ابن عمر تین دن کے بعد
تمام قربانیوں کے جانوروں کا گوشت نہیں کھایا کرتے تھے (یعنی کسی کی
قربانی کے جانور کا گوشت نہ کھاتے تھے)۔

نزالے شیخ الحدیث کا حدیث کے ساتھ استہزار (معاذ اللہ)

امیر جمعیت الحدیث پاکستان شیخ الحدیث مولانا محمد عبداللہ صاحب خطیب گوجرانوالہ لکھتے ہیں۔ اب آئیے اس حدیث کی طرف جو حنفی علماء تین دن کی قربانی پر پیش کرتے ہیں حنفی علماء اور خصوصاً مولانا سرفراز صاحب نے تین دن کی قربانی پر بخاری اور مسلم کی صحیح ترین حدیث پیش کی ہے فرماتے ہیں کہ یہ ایسی دلیل ہے کہ جس کے برابر اہل حدیثوں کے پاس کوئی دلیل نہیں۔ وہ حدیث یہ ہے آپ نے فرمایا مَن ضَحَّى مِنْكُمْ فَلَا يُصْبِحَنَّ بَعْدَ ثَالِثَةِ وَبَقِي نَحْفُ بَيْتَهُ مِنْهُ شَيْئًا۔ بخاری جلد ۱۷ مسئلہ جلد ۲۔

پہلے آپ اس حدیث کا ترجمہ پڑھ لیں۔ آپ ترجمہ ہی سے سمجھ لیں گے کہ اس حدیث سے تین دن کی قربانی کس طرح کشید کی گئی ہے کشید کا لفظ میں نے اس لیے لکھا ہے کہ یہ مسئلہ اس حدیث سے کھینچا کھینچی سے ہی نکالا جاسکتا۔ حدیث کا مفہوم تو یہ نہیں ہے ترجمہ یہ ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص تم میں سے قربانی کرنے کو تیسرے دن کی رات کے بعد صبح کے وقت اس کے گھر میں اس قربانی کی کوئی چیز نہ رہتی چاہیے۔ تارین آپ ہی بتائیے تین دن کی قربانی کا کون سا ذکر ہے کس لفظ کا معنی ہے کہ قربانی تین دن ہے۔ یہ تو وہی بات ہوئی کہ چاد ل سفید ہیں لہذا معلوم ہوا کہ زمین گول ہے۔ مسئلہ یہ ہے کہ ایک دفعہ عید الاضحیٰ کے موقع پر دیہات سے بہت غریب لوگ مدینہ میں آگئے تو آپ نے فرمایا جو شخص قربانی کرے وہ تین تک گوشت رکھ سکتا ہے باقی گوشت ان غریبار پر صدقہ کر دے کیونکہ یہاں تین دن کا ذکر ہے اور حنفی مذہب کو سچا ثابت کرنے کے لیے تین دن

کے لفظ کی تلاش تھی۔ لہذا اس حدیث میں تین دن گوشت رکھنے کا ذکر آگیا۔ انہوں نے جھٹ کہہ دیا کہ تین دن کی قربانی ثابت ہوگئی۔ مثل مشہور ہے کہ اندھے حافظ کو بھوک لگی ہوئی تھی کسی نے پوچھا کہ حافظ صاحب دوا در دو کتنے ہوتے ہیں۔ حافظ صاحب نے کہا چار دیاں اب ان حافظ صاحب سے کوئی پوچھے کہ دوا در دو تو چار ہوئے یہ چار کے ساتھ ردیوں کا ذکر کہاں سے آگیا۔ یہی حال ان اندھے مقلدوں کا ہے کہ غریبہ کی مدد کے لیے حضورؐ نے تین دن تک قربانی کا گوشت رکھنے کی توجہ دے دی۔ یہ کہاں سے ثابت ہوا کہ قربانی بھی تین دن ہے۔ الغرض یہ مثبت بالتحشیش (صحیح الغریق یتشبہت ہے ڈیر دی) ڈوبتے کو تنکے کا سہارا سے کہتے ہیں۔ اگر ان کے پاس کوئی قرآن و حدیث سے دلیل ہوتی تو ایسے بودے کا استدلال کی کیا ضرورت تھی ان لوگوں کو بزعم خویش فقیہ ہونے کا دعویٰ ہے۔ اچھا مولانا صاحب یہ مسئلہ صحیح ہے کہ جب تک گوشت رکھنا جائز ہے تب تک قربانی بھی جائز ہے آپ کا مسلک ہے بارہ ذوالحجہ کو قربانی جائز ہے جو شخص بارہ ذوالحجہ کو قربانی کرے گا وہ تین دن تک گوشت گھر میں رکھ سکتا ہے وہ قربانی بھی کر سکتا ہے تو پھر بارہ کی شام کو جو قربانی کی اس کا گوشت پندرہ ذوالحجہ کی شام تک رکھ سکتا ہے لہذا ثابت ہوا کہ قربانی پندرہ ذوالحجہ تک بھی دے سکتا ہے۔ نیزہ ذوالحجہ کی قربانی سے جان چھڑاتے چھڑاتے۔ چودہ۔ پندرہ تاریخ کی قربانی بھی گلے پڑ گئی۔ اسے کہتے ہیں گئے تھے نماز بخشوانے اٹے روزے بھی گلے پڑ گئے۔

ع۔ لو آپ اپنے دام میں صیاد آگیا

مَنْ ضَعِيَ فِي مَنْ كَالْفِظَامِ ہے جو بھی قربانی کرے چاہے دس ذوالحجہ کو کرے یا گیارہ کو کرے یا بارہ کو کرے سب کے لیے حکم ہے پھر آپ

نے یہ نہیں فرمایا کہ کسی دوسرے کی قربانی کا گوشت بھی نہیں رکھ سکتا۔ فرمایا یہ ہے کہ اپنی قربانی کا گوشت تین دن بعد نہیں رکھ سکتا۔ جس نے دس کو قربانی کی وہی شخص دوسری قربانی بارہ کو ذبح کرتا ہے کیا یہ اس قربانی کا گوشت بھی تین دن رکھ سکتا ہے۔ ظاہر ہے رکھ سکتا ہے لہذا یہ چودہ۔ پندرہ۔ تیرہ۔ پنجک قربانی بھی کر سکتا ہے۔ یہ ہے وَیَمْدُ هُوَ فِي طُعْيَا هُوَ لِيَصْمَهُونَ
 ۛ خلاف پیمبر کے راہ گزید
 کہ ہرگز بمنزل سخا ہر رسید

نیز حضرت علی رضی اللہ کا بھی فرمان ہے کہ قربانی کے چار دن ہیں اور حضرت علیؑ نے اپنی خلافت میں آرڈر جاری کیا تھا کہ قربانی کے دن چار ہیں۔ (مسائل قربانی ص ۲۱ تا ص ۲۲) ناشر مجلس دعوت الحمد للہ اردو بازار گوجرانوالہ۔

الجواب

نرالے شیخ الحدیث کی یہ طویل عبارت قارئین کرام کی خدمت میں حاضر کی گئی ہے تاکہ وہ اسے پڑھ کر اس کے جواب سے لطف اندوز ہو سکیں۔
 حضرت علیؑ کا فرمان کہ قربانی کے چار دن ہیں یہ بالکل غلط بیانی ہے اس کی سند نہیں نہ سند صحیح سے یہ فرمان مروی ہے نہ سند حسن سے یہ فرمان مروی ہے نہ سند ضعیف سے یہ فرمان مروی ہے نہ سند موضوع (من گھڑت) سے یہ فرمان مروی ہے۔ کسی عالم کا بغیر سند کے کوئی بات کہہ دینا قابل اعتماد نہیں۔ یہ نرالے شیخ الحدیث۔ اندھے تقلید کیوں بن گئے ہیں۔

ۛ مگر شرم نہم کو نہیں آتی

بدترین جھوٹ

نرالے شیخ الحدیث کا یہ لکھنا کہ حضرت علیؑ نے اپنی خلافت میں آرڈر جاری

کیا تھا کہ قربانی کے دن چارہیں یہ سفید جھوٹ ہے۔
 ۷ جھوٹ کہنے سے جن کو عار نہیں
 ان کی باتوں کا کوئی اعتبار نہیں

تین دن کی تعیین

دلیل نمبر ۳ میں بیان ہو چکا ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد کہ
 تین دن کے بعد گوشت نہ کھاؤ عید الاضحیٰ کے دن تھا ہمارے شیخ مکرم حضرت
 شیخ الحدیث مولانا محمد سرفراز خان صاحب صفدر دامت برکاتہم العالیہ نے بھی
 اس کی واضح نشاندہی کی ہے (مسئلہ قربانی) تعجب بالائے تعجب تو یہ ہے کہ
 خود نزلے شیخ الحدیث بھی لکھتے ہیں :

”ایک دفعہ عید الاضحیٰ کے موقع پر دیہات سے بہت سے غریب
 لوگ مدینہ میں آگئے تو آپ نے فرمایا جو شخص قربانی کرے وہ تین
 دن تک گوشت رکھ سکتا ہے (مسائل قربانی ص ۲۲)

یقینی بات ہے کہ عید الاضحیٰ دسویں ذوالحجہ کو ہوتی ہے تو تین دن ۱۰-۱۱
 ۱۲- ذوالحجہ تک ہوئے تیرہویں ذوالحجہ کو ایک بوٹی بھی گھر میں رکھنا منع ہوا تو
 جانور ذبح کرنا اور اس کے گوشت کا گھر میں ڈھیر لگا دینا کیسے درست ہوگا
 اور حضرت ابن عمرؓ کا عمل بھی یہی تھا کہ وہ منیٰ سے کوچ کر کے مکہ مکرمہ تشریف
 لاتے تو وہ گوشت کا سالن استعمال نہ کرتے تھے کہ کہیں قربانی کے بچے ہوئے
 گوشت کا سالن نہ ہو اس لیے وہ زیتون کے تیل سے کھانا کھایا کرتے تھے
 جیسا کہ دلیل ۳ کے سخت گدرا جس سے معلوم ہوا کہ تین دن بارہ ذوالحجہ تک
 ہیں۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ دائمی سنت ہے کہ وہ ذوالحجہ کو قربانی

کیا کرتے تھے حتیٰ کہ ایک مرتبہ نٹوانٹ سارے کے سارے دسویں ذوالحجہ کو قربانی کے طور پر ذبح کئے اور عام معمول کے مطابق دو مینڈھے دسویں ذوالحجہ کو قربانی کے طور پر ذبح کرتے۔ ۱۱-۱۲۔ ذوالحجہ کو قربانی کرنا آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت نہیں اسی طرح صحابہ کرامؓ کا معمول بھی یہی تھا کہ وہ دس ذوالحجہ کو ہمیشہ قربانی کیا کرتے تھے کیونکہ اس دن قربانی کرنا افضل ہے البتہ ۱۱-۱۲ ذوالحجہ کو قربانی کرنا جائز ہے جب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرامؓ کا معمول ہی دس ذوالحجہ کو قربانی کرنے کا ہے اور پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد بھی عید الاضحیٰ کے خطبہ میں ہو رہا ہے تو تین دن جن میں گوشت رکھنے کی اجازت تھی ان کی ابتداء دس ذوالحجہ سے ہوگی اور بارہ ذوالحجہ کی رات تک اختتام ہوگا اور مَنْ صَحَّی سے مراد بھی صحابہ کرامؓ ہیں تو اب نرالیے شیخ الحدیث کا کایہ مکنا۔ مَنْ صَحَّی میں مَنْ کا لفظ عام ہے جو بھی قربانی کرے چاہے دس ذوالحجہ کو کرے یا گیارہ کو کرے یا بارہ کو کرے سب کے لیے حکم ہے الخ (مسائل قربانی ص ۲۳)

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے صریح ارشاد اور صحابہ کرامؓ کے ہمیشہ والے عمل کی صریح مخالفت ہے۔ پھر نرالیے شیخ الحدیث کا یہ مکنا۔ بارہ کی شام کو جو قربانی کی اس کا گوشت پندرہ ذوالحجہ کی شام تک رکھ سکتا ہے لہذا ثابت ہوا کہ قربانی پندرہ ذوالحجہ تک دے سکتا ہے (مسائل قربانی ص ۲۲ تا ۲۳)

یہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے صریح ارشاد جو عید الاضحیٰ کے دن فرمایا اس کے ساتھ ٹھٹھہ و استھرا م ہے اس سے تو یہ کرنا لازمی ہے تاکہ خانمہ ایمان پر ہو سکے نیز تین دن کی تعیین اگلی دلیل میں ملاحظہ کریں۔

دلیل نمبر ۵

حضرت جابر بن عبد اللہ انصاریؓ فرماتے ہیں کُنَّا لَا نَأْكُلُ (ہم نہیں

کھایا کرتے تھے) مِنْ تَحْوِمِ الْبُذُنِ (قربانیوں کے گوشت سے) اِلَّا
ثَلَاثَ مَخَفٍ (مگر منی کے تین دنوں میں) مسند احمد ص ۲۱ ج ۲ ص ۲۴۸
كَرِخَصَ لَنَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ كُلُوا وَتَزِدُوا
(پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں بعد کو اجازت دے دی کہ کھاؤ اور
ذخیرہ بناؤ مسند احمد ایضاً)

اس حدیث سے بھی واضح طور پر معلوم ہوا کہ جن تین دنوں میں گوشت
رکھنے کی اجازت تھی وہ تین دن دش، گیارہ، بارہ ذوالحجہ کے ہیں کیونکہ منی کے
مقام پر دش ذوالحجہ کو قربانی کی جاتی ہے تو دو دن اور ملاؤ تو بارہ ذوالحجہ کو تین
دن مکمل ہو جاتے ہیں فلہذا تیرہویں ذوالحجہ کو جب گوشت رکھنے کی اجازت
نہیں تھی تو قربانی کی کیسے اجازت ہو سکتی ہے اور حضرت جابرؓ کی روایت صحیح
مسلم ص ۱۵۸ ج ۲ میں یوں ہے -

ثَلَاثَ اَنْسَاءٍ لِحَوْمِ	کہ ہم قربانیوں کے گوشت کو
الاضاحی فوق	تین دن سے زیادہ نہیں رکھا کرتے
ثَلَاثَ اَنْسَاءٍ لِرَسُولِ	تھے پس رسول اللہ صلی اللہ
اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ	علیہ وسلم نے ہمیں حکم فرمایا کہ
وَسَلَّوْا نَتَزَوَّدُ	ان قربانیوں کے گوشت سے
مِنْهَا وَنَأْكُلُ مِنْهَا	ہم ذخیرہ کریں اور کھائیں یعنی
یعنی فوق ثلاث	تین دن سے زیادہ کی موت میں -

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ بعد میں تین دن سے زیادہ میں جو گوشت
رکھنے کی پابندی تھی وہ اٹھالی گئی۔ اور اب سال تک بھی ذخیرہ بنا کر رکھ سکتے
ہیں لیکن تین دن کی پابندی جو لاگو تھی اس سے واضح طور پر ثابت ہوتا ہے کہ

چوتھے دن قربانی کی اجازت نہ تھی اگرچہ تھے دن بھی قربانی کی اجازت ہوتی تو
 پھر تین دن کی پابندی کے بجائے چار دن کی پابندی لگائی جاتی تاکہ چوتھے دن
 کی قربانی رکاوٹ کی زد میں نہ آجائے۔ لیکن یہ نہیں فرمایا کہ بس پہلے دن گوشت
 رکھ سکتے ہو دوسرے دن تمھارے گھریں گوشت کی کوئی بوٹی موجود نہ ہو کیونکہ
 اگر حکم یوں ہوتا تو دوسرے دن قربانی کرنا بھی جائز نہ ہوتا اور اسی طرح یوں نہیں
 فرمایا کہ بس دو دن۔ دشل۔ گیارہ کو گوشت رکھ سکتے ہو تیسرے دن تمھارے
 گھریں گوشت کی کوئی بوٹی نہ ہو کیونکہ پھر تیسرے دن قربانی کرنا منع ہوتا پس
 اس حدیث سے تین دن کی قربانی کی اجازت معلوم ہوئی اور چوتھے دن کی
 قربانی کی ممانعت معلوم ہوئی۔ وَبَشِّرِ الصَّامَاتِ۔

قاضی شوکانی و مولانا مبارک پوری غیر مقلدین کی گواہی

قال القاضي عياض يحتمل	قاضی عیاض مالکیؒ نے کہا کہ
ان يكون ابتداء الثلاث	تین دن کی ابتداء کے بارے
من يوم ذبح الاضحية	میں ایک احتمال تو یہ ہے کہ
وان ذبحت بعد يوم	وہ قربانی کے دن سے شروع
النحر ويحتمل ان	ہو اگرچہ وہ قربانی دشل ذوالحجہ
تكون من يوم	کے بعد کی جائے دوسرا احتمال
النحر وان تأخر	یہ ہے کہ ابتداء دشل ذوالحجہ
الذبح عنه قال	سے شروع ہو اگرچہ وہ قربانی
وهذا الظاهر ورجح	اس دن سے مؤخر کر دے
ابن القيم الا دل	اور یہ زیادہ ظاہر ہے اور

وهذا الخلاف
لا يتعلق به فائدة
الا باعتبار الاحتجاج
بذلك على ان
يوم الرابع ليس
من ايام الاضحية
كذا في التل.

ابن قیمؒ نے پہلے احتمال کو ترجیح
دی ہے۔ لیکن اس اختلاف
کا کوئی فائدہ نظر نہیں آتا۔
سوا اس کے کہ اس حدیث
سے حجت پکڑی جائے کہ
چوتھا دن (یعنی تیسرے دن کے بعد)
کا دن (قربانی کے ایام
میں سے نہیں) یعنی اس
دن قربانی درست نہیں) نہیں

۳۲۰
(تحفة الاحوذی ج ۲)

الادطار میں ایسے ہی ہے۔

جب صریح حدیثوں سے ثابت ہو گیا کہ تین دن سے مراد ۱۰-۱۱-۱۲ ذوالحجہ
کے دن مراد ہیں تو اس کے مقابلہ میں کسی احتمال کی قطعاً گنجائش باقی نہ رہی اور
چوتھے دن کی قربانی کی منع بھی ثابت ہو گئی۔ اور غیر مقلدین کے راہنماؤں نے
بھی تسلیم کر لیا کہ اگر پہلے دن کی ابتداء ذوالحجہ سے شروع ہو تو یقیناً چوتھا دن
قربانی کا دن شمار نہ ہو گا فلہذا نرا لے شیخ الحدیث کا ہم پر یہ الزام کہ اس
حدیث کا قربانی سے کوئی تعلق نہیں یہاں تو صرف گوشت رکھنے کی بات ہے
اور اندھے بھوکے حافظ کی مثال ہم پر فٹ کر نا۔ انسانیت و شرافت کے
دائرہ سے باہر نکلنے کا مظاہرہ ہے اس محروم البصیرۃ نرالے شیخ الحدیث کو
قاضی شوکانی و مولانا مبارکپوری کی عبارت کو بار بار پڑھ کر اپنے اندھے
پن کی اپنے آپ کو خود داد دین چاہیے۔ پھر دَیْمُذْہِبُ فِی طَیْنًا غِیْثُ
یَصْمُؤْنَ۔ قرآن کی آیت جو منافقین اور کفار کے بارے میں وارد ہوئی ہے

م پر خواہ مخواہ فٹ کر دینا بہت بڑی بے حیائی و بے شرمی کا مظاہرہ ہے۔

۷ دنیا میں ڈھبٹ اور بے حیاہ اور بھی دیکھے ہیں

لیکن سب پر سبقت لے گئی ہے بے حیائی آپ کی

یہ حدیث چونکہ بہت سے صحابہ کرام سے مروی ہے اس لیے ان صحابہ

کرام کے اسماء گرامی اور حدیث کی کتابوں کا نام ذکر کر دیتا ہوں۔

دلیل نمبر ۶

حضرت ابوسعید خدریؓ (صحیح مسلم ص ۱۵۸ و مسند احمد ص ۵۷۳ و ص ۶۳۳ و ص ۶۶۲)

ستدرک حاکم ص ۲۲۲)۔

دلیل نمبر ۷

حضرت عبداللہ بن واقدؓ (صحیح مسلم ص ۱۵۸)۔

دلیل نمبر ۸

حضرت بکر بن عبد ربیعؓ (صحیح مسلم ص ۱۵۹)۔

دلیل نمبر ۹

حضرت نیشہؓ (البدایہ و النہایہ ص ۲۳ و سنن دارمی ص ۶ و بیہقی ص ۲۹۲)۔

دلیل نمبر ۱۰

حضرت قتادہ بن النعمان البدریؓ (مسند احمد ص ۱۵۳ و بیہقی ص ۲۹۲)۔

دلیل نمبر ۱۱

حضرت انسؓ (مسند احمد ص ۲۵)۔

دلیل نمبر ۱۲

حضرت زبیرؓ (مسند احمد ص ۱۶۶ و مجمع الزوائد ص ۲۷)۔

دلیل نمبر ۱۳

حضرت عبداللہ بن مسعود (مسند رک حاکم ص ۲۷۵ و مسند احمد ص ۴۵۲ و مجمع الزوائد ص ۲۷۱)۔

دلیل نمبر ۱۴

حضرت عبداللہ بن عمرو (طبرانی صغیر والا وسط بحوالہ مجمع الزوائد ص ۲۷۱)

دلیل نمبر ۱۵

حضرت ثوبانؓ (طبرانی کبیر ص ۹۲ تا ص ۹۵)

دلیل نمبر ۱۶

حضرت عبداللہ بن عباسؓ (طبرانی کبیر ص ۲۵۲)

نوٹ ۱۔ یہ سولہ صحابہ کرامؓ سے روایت مرئی ہے لیکن یہ راقم الحروف کے مطالعہ کی بناء پر یہ ہو سکتا ہے سولہ سے بھی زیادہ سے مرئی ہو اور بعض سندیں کمزور بھی ہیں لیکن صحیح سندوں کی بناء پر ان کا ضعف ختم ہو جاتا ہے۔

دلیل نمبر ۱۷

حضرت امام مالکؒ نازد سے	مالک "عَنْ نَافِعِ ابْنِ
روایت کرتے ہیں کہ حضرت	عبد اللہ بن عمر
عبداللہ بن عمرؓ فرماتے ہیں	قَالَ الْاَضْحَى لِيَوْمَانِ
کہ قربانی کے دو دن ہیں دس	بعد لَیْوَمِ الْاَضْحَى۔
ذرا بعد کے بعد۔	(موطأ مالک ص ۲۹۷)

دلیل نمبر ۱۸

حضرت امام مالکؒ فرماتے

مالک انه بلغه عن

علم بن ابی طالب
میں کہ انہیں حضرت علیؑ سے
بھی تین دن قربانی کرنے

(مؤہامناک ص ۴۹)
کی روایت پہنچی ہے۔

یہ روایت اگرچہ منقطع ہے لیکن اس کی اپنی سندیں موجود ہیں مثلاً علامہ ابن
لکھتے ہیں:

درودینامہ طریق
کہ تم نے اسمعیل بن اسحق

اسمعیل بن اسحق نا
علی بن عبد اللہ نا

عبد اللہ بن موسیٰ
عن ابن ابی یسلی

عن زرونافع قال زر
عن علی بن ابی طالب

قال نافع عن ابن عمر
ثم اتفق علی و ابن عمر

قال جميعاً الايام الممدودات
يوم النحر ويومان بعده اذا بح

في ايها شئت و افضلها اولها۔
حافظ الیاس صاحب انٹری نے ایک روایت محلی ابن حزم ص ۲ سے

میں اور اعتراض کیا ہے کہ ابن ابی یسلی ضعیف ہے (ایام قربانی ص ۲۵)

حالانکہ اس کی سند میں ابن ابی یسلی جو راوی واقع ہے اس کی حدیث

درجہ کی ہے جبکہ حضرت علیؑ سے اس کے خلاف کسی سند صحیح سے تو

ہے۔

(محلی ابن حزم ص ۲ مسئلہ ۹۱۲)

میں اور اعتراض کیا ہے کہ ابن ابی یسلی ضعیف ہے (ایام قربانی ص ۲۵)

حالانکہ اس کی سند میں ابن ابی یسلی جو راوی واقع ہے اس کی حدیث

درجہ کی ہے جبکہ حضرت علیؑ سے اس کے خلاف کسی سند صحیح سے تو

ہے۔

(محلی ابن حزم ص ۲ مسئلہ ۹۱۲)

کجا کسی سند ضعیف سے بھی مرزا نہیں ہے۔

نیز محدث عبد بن حمید اور محدث ابن ابی الدنیاء اور محدث ابن ابی حاتم نے باقاعدہ اپنی سند سے حضرت علیؑ سے روایت کیا ہے کہ ایام مہدودات جن کا ذکر قرآن مجید میں ہے اس سے مراد تین دن قربان کے ہیں یعنی ۱۰-۱۱-۱۲ ذوالحجہ افضل پہلے دن قربانی کرنا ہے۔

حوالہ درمنثور ص ۱۲۲ و تفسیر فتح التذریع ص ۲۰۶ لشرکانی غیر متقدم۔

دلیل نمبر ۱۹

علامہ ابن کثیرؒ مختصر الکرخی کے حوالہ سے یہ روایت پیش کرتے ہیں۔

حدثنا أبو بکر محمد بن الجندی البغیة البغیة

الجندی قال حدثنا أبو حنيفة

قال حدثنا هيثم قال

اخبرنا ابن ابی بلی عن

لمهان بن عمرو عن زر

بن جیش وعبادة بن

عبد الله الاسدي عن

علی رضی اللہ عنہ انہ کان

يقول ایام النحر ثلثة

ایام اولهن افضلهن

وعن ابن عباس وابن

عمر رضی اللہ عنہم مثله

قالا النحر ثلثة ایام

ابوبکر محمد بن الجندی البغیة البغیة

هشیم۔ ابن ابی بلیٰ منحال بن

عمرو۔ زر بن حبیش وعبادة

بن عبد الله الاسدي حضرت

علیؑ سے روایت کرتے ہیں

کہ انہوں نے فرمایا کہ قربانی

کے تین دن ہیں ان میں سے

پہلا دن افضل ہے قربانی

کرنے کے لیے اور حضرت

ابن عباسؓ اور حضرت

ابن عمرؓ سے روایت

کرتے ہیں کہ ان دنوں

حضرات نے فرمایا

اولہا افضلہا۔
 رعمدة انفاری شرح البخاری ۱۲۸ (۱۲۸) افضل پیمانہ دن ہے۔
 قربانی کے تین دن ہیں

دلیل نمبر ۲

علامہ ابن اثیر کمانی ابوہریرہ النقی ریح البیہقی ص ۲۹۶ (۲۹۶) میں اور علامہ عینی رعمدة
 انفاری ص ۱۲۸ میں فرماتے ہیں :

وقد ذکر الطحاوی فی احکام القراءات بسند جید عن ابن عباس قال الاضحیٰ یومان بعد یوم النحر۔
 کہ امام طحاوی نے احکام القرآن میں کھری اور عمدہ سند سے حضرت ابن عباس سے روایت کیا ہے انہوں نے فرمایا کہ دس ذوالحجہ کے بعد قربانی کے دو دن ہیں

دلیل نمبر ۲

مولانا محمد الیاس اثری صاحب لکھتے ہیں۔

حضرت ابوہریرہؓ کا اثر

من طریق ابن الجار شعبة نازید بن الحباب عن معاوية ابن صالح حدیثی ابوہریرہ سمعت باہریرة یقول الاضحیٰ ثلثة۔
 ابن ابی شیبہ سے ہے کہ ہمیں زید بن حباب نے معاویہ بن صالح سے بیان کیا انہوں نے ابوہریرہ سے انہوں نے کہا کہ میں نے ابوہریرہ سے سنا ہے کہ قربانی تین دن

ہے۔

ایامِ رحلی ص ۲۴۴ ج ۱۔

دلیل نمبر ۲۲

حضرت انس کا اثر

من طریق دیکھ عن
شعبۃ عن قتادۃ
عن انس قال الاضحیٰ یوم
التحدید یومان بعدہ۔
(رحلی ص ۲۴۴ ج ۱)۔
وکیع نے شعبہ سے نقل کیا
ہے انہوں نے قتادہ سے
- انھوں نے انس سے
قربانی دینا - گیارہ اور بارہ
تاریخ تک - ہے۔

پھر حافظ اثری صاحب نے حضرت ابن عمرؓ کا اثر موطا امام مالکؒ
حوالہ سے نقل کر کے فرمایا یہ تین اقوال (حضرت ابو ہریرہؓ حضرت انسؓ
حضرت عمرؓ (صحیح ابن عمر ہے) کا سنداً صحیح و درست ہیں۔
(ایامِ قربانی ص ۳۹ تا ص ۴۰)

دلیل نمبر ۲۳

حافظ ابیاس صاحب تحریر کرتے ہیں۔

حضرت ابن عباسؓ کا اثر

من طریق ابن ابی لیلیٰ
عن المنہال بن
عمرو عن سعید بن
جبیر عن ابن عباس النحر
ابن ابی لیلیٰ منہال بن عمرو
سے سعید بن جبیر سے
دہ ابن عباسؓ سے نقل
کیا ہے کہ قربانی تین دن

ثلاثة ايام (معلی ص ۲۷) یہ ہے۔

یہ اثر بھی بوجہ ابن ابی ملیح ضعیف و کمزور ہے لہذا قابل احتجاج نہیں ہے (ایام قربانی ص ۲۷)۔

الجواب —

ابن ابی ملیح حسن درجہ کا ہے کسی ثقہ راوی نے ان کے خلاف روایت نہیں کی پس ابن ابی ملیح کی روایت صحیح ہے۔ دوسرے دلائل اس کی تائید کرتے ہیں۔

حضرت ابن عباسؓ کا اثر ایک دوسری سند سے نقل کر کے اثری صاحب نے جرح کی ہے جو قابل التفات نہیں کیونکہ جب سندیں بہت ہیں تو وہ ایک دوسری کی تائید کرتی ہیں۔

دلیل نمبر ۲ —

اثری صاحب لکھتے ہیں۔

حضرت عمرؓ کا اثر

من طریق ابن ابی شیبہ	ابن ابی شیبہ سے روایت ہے
ناجری عن منصور	کہ میں جریر سے منصور نے
عن مجاهد عن مالك	بیان کیا ہے انھوں نے بجا ہر
بن ماعز او ماعز بن	سے انھوں نے مالک بن ماعز
مالك الثقفي ان اباہ	یا ماعز بن مالک ثقفی سے کہا
سمع عمر يقول انما النحر	کہ ان کے باپ نے عمرؓ سے
في هذه الثلاثة ايام	سنا ہے قربانی صرف ان تین

(معلیٰ ص ۲۷۷) دنوں میں ہے۔

اس سند میں مالک بن معاذ یا معاذ بن مالک رادی کا ترجمہ کتب متداولہ میں نہیں ہے لہذا مجہول معلوم ہوتا ہے (ایام قربانی ص ۲۸ تا ص ۲۹)

الجواب

یہ رادی مجہول بھی ہو تو کوئی حرج نہیں کیونکہ دوسری روایات سے قربانی صرف بین دنوں میں کرنا ثابت ہے لہذا یہ روایت بھی ان کے موافق ہونے کی وجہ سے قابل عمل ہے الحاصل کسی صحابی سے ثابت نہیں کہ قربانی چوتھے دن یعنی تیرہ صویں ذوالحجہ کو کرنا جائز ہے۔ اور نہ کسی صحیح حدیث سے ثابت ہے کہ چوتھے دن قربانی کرنا جائز ہے لہذا مسلمانوں کو چاہیے کہ غیر متقلدین حضرات کی شرارت سے بچ کر رہیں اور اپنی قربانی مناجہ نہ کریں غیر متقلدین کا مقصد سوا شرارت اور نساد کے اور کچھ نہیں ہے اللہ تعالیٰ ان حضرات کو ہدایت نصیب کرے (آمین)

لطیفہ

اس سالہ کے مکمل ہو جانے کے بعد محمد خالد صاحب القاری نے ایک سالہ ایام قربانی مولانا بشیر الرحمن بن محمد حسین نور پوری غیر مقلد کا میرے پاس لائے جو کسی دیوبندی خفی کے ایک گمنام خط کے جواب میں لکھا گیا ہے۔ اس رسالہ میں مولانا بشیر الرحمن نے اپنی جہالت و حماقت کا پورا پورا ثبوت فراہم کیا ہے انہوں نے ایک روایت یوں نقل کی ہے۔

عن جابر بن مطعم عن امیہ ان رسول اللہ قال

فریق مخالف کے دلائل و کمالات

شیخ الحدیث مولانا عبداللہ صاحب

کمال نمبر ۱

حضرت شیخ الحدیث صاحب کہتے ہیں "امام ابن حبان نے اپنی صحیح میں اور بزار نے اپنی مسند میں حضرت جبیر بن مطعم سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے ذکر کیا ہے کہ آپ نے فرمایا ایام التشریق کھایا ام ذبح کہ ایام تشریق سارے ذبح کے دن ہیں۔ یہ وہ حدیث ہے جس میں عمرو بن دینار حضرت جبیر بن مطعم سے ذکر کرتے ہیں اور جبیر بن مطعم نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے ذکر کرتے ہیں۔ امام احمد بن حنبل فرماتے ہیں کہ اس حدیث میں کوئی انقطاع نہیں یہ متصل اور صحیح روایت ہے (مسائل قرآنی ص ۱۷۱)

الجواب

صحیح ابن حبان اور مسند بزار میں اس سند سے یہ روایت قطعاً موجود نہیں ماشاء اللہ حضرت مولانا عبداللہ صاحب غیر مقلدین کے شیخ الحدیث بھی ہیں اور خیر سے جمیعت اہل حدیث پاکستان کے امیر بھی ہیں (بہت خوب) صحیح ابن حبان ص ۶۲ میں سند کا آخری حصہ یوں ہے۔

سعید بن عبد العزیز عن سلیمان بن موسیٰ عن

عبد الرحمن بن ابی حنین عن جبیر بن مطعم قال قال رسول
 اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الخ اور اسی سند سے موارد النظار الی زوائد
 جان ص ۲۲۹ میں بھی یہ روایت موجود ہے۔ مسند بزار میں یہ روایت
 سندوں سے مروی ہے۔

(۱) سلیمان بن موسیٰ عن عبد الرحمن بن ابی حنین عن
 جبیر بن مطعم۔ اور اس سند کو امام بزار منقطع قرار دیتے
 ہیں اور فرماتے ہیں عبد الرحمن بن ابی حنین کی حضرت جبیر بن مطعم سے
 ملاقات نہیں ہے یعنی ان کا زمانہ نہیں پا کے دیکھئے (تلخیص المجیر ص ۲۱۵)
 الدرایہ ص ۲۱۵ نصب الراية ص ۲۱۲)۔

(۲) دوسری سندوں میں ہے سلیمان بن موسیٰ عن نافع بن
 جبیر عن ابیہ (جبیر بن مطعم) اس کے بارے میں امام
 بزار فرماتے ہیں کہ نافع بن جبیر کا واسطہ اس سند میں صرف سوید بن
 عبد العزیز بڑھاتا ہے اور یہ حافظ نہیں (اس کا حافظہ خراب ہے
 اور یہ سوید بن عبد العزیز حجت پکڑنے کے قابل نہیں جب اکیلا ہو
 نصب الراية ص ۲۱۳)۔

خلاصہ یہ ہوا کہ امام بزار کے نزدیک یہ روایت منقطع ہے اور سوید
 بن عبد العزیز جو سلیمان بن موسیٰ اور جبیر بن مطعم کے درمیان نافع بن جبیر کا
 واسطہ بڑھا کر اس روایت کو متصل بیان کرتا ہے یہ سوید کی زبردست غلطی
 ہے اس کی تائید کسی راوی نے نہیں کی۔

امام احمد پر بہتان و افتراء

شیخ الحدیث مولانا عبد اللہ صاحب اجمیہیت المدینہ پاکستان نے حضرت امام احمدؒ پر یہ بہتان بھی لگا دیا ہے کہ وہ فرماتے ہیں کہ اس حدیث میں کوئی انقطاع نہیں یہ متصل اور صحیح روایت ہے۔ حالانکہ امام احمدؒ کا یہ فرمان دنیا کی کسی کتاب میں موجود نہیں (لاحول ولا قوۃ الا باللہ)

جھوٹ کہنے سے جن کو عار نہیں

ان کی باتوں کا کوئی اعتبار نہیں

جب کہ علامہ ابو بکر الجصاص الرازی الحنفی المتوفی ۷۲۹ھ لکھتے ہیں:

وهذا حديث قد ذكره اس حدیث کے بارے

عن احمد بن حنبل میں امام احمدؒ سے پوچھا گیا تو

انه سئل عن هذا انہوں نے فرمایا کہ عبد الرحمن

الحديث فقال لم يسمعه بن ابی حسین نے اس حدیث

ابن الجی حسین من کو حضرت جبیر بن مطعم سے

جبیر بن مطعم و اکثر نہیں سنا اور ابن ابی حسین کی

روایت عن سہو۔ اکثر روایتیں سہو (ان)

پر مبنی ہیں۔ (احکام القرآن ص ۲۳۳ ج ۳)

نیز عبد الرحمن بن ابی حسین مجہول قسم کا راوی ہے اس کی توثیق ابن حبان کے سوا کسی محدث سے ثابت نہیں نہ اس کی ولادت معلوم ہے نہ اس کی وفات معلوم ہے نہ اس کے دیگر احوال معلوم ہیں۔

عمر دینار

عمر دینار کی روایت جبر بن مطعم سے یہ سنن کبریٰ پہنچ ۲۹۶ اور سنن دارقطنی ص ۲۸۴ میں موجود ہے اس سند میں کئی خرابیاں ہیں لیکن ہم صرف دو باتوں پر اکتفا کرتے ہیں۔

(۱) عمر دینار کی حضرت جبر بن مطعم سے ملاقات ثابت نہیں کیونکہ حضرت جبر بن مطعم کی وفات ۵۶ھ یا ۵۸ھ یا ۵۹ھ میں ہوئی ہے دیکھئے (تہذیب التہذیب ص ۶۲)۔

جبکہ عمر دینار کی وفات ۱۲۵ھ یا ۱۲۶ھ میں ہوئی ہے (تہذیب التہذیب ص ۲۸) جبکہ تفریب التہذیب میں ۱۲۶ھ میں وفات لکھی ہے اور کل عمر عمرو بن دینار کی ستر سے زائد ہے (تہذیب التہذیب)۔

اس لحاظ سے عمر دینار کی پیدائش ۵۵ھ یا ۵۶ء میں بنتی ہے اگر حضرت جبر بن مطعم کی وفات ۵۶ھ یا ۵۸ھ یا ۵۹ھ میں ہو تو عمر دینار دینار کی ملاقات قطعاً متصور نہیں ہو سکتی یہی وجہ ہے کہ حضرت جبر بن مطعم کے شاگردوں میں عمر دینار کا نام نہیں ملتا اور عمر دینار کے استادوں میں حضرت جبر بن مطعم کا نام نہیں ملتا البتہ حضرت جبر بن مطعم کے لڑکے محمد اور نافع اس عمر دینار کے استاد یقیناً ہیں۔

(۲) دوسری خرابی یہ ہے کہ اس سند کا ایک راوی احمد بن عیسیٰ التیمی الخشاب ہے جو بہت بڑا جھوٹا ہے اور دضاع (جھوٹی روایتیں) از خود گھڑنے والا ہے۔

امام دارقطنی فرماتے ہیں قوی نہیں ہے محدث ابن طاہر فرماتے ہیں۔

كَذَّابٌ يَضَعُ الْحَدِيثَ (بیت بڑا جھوٹا ہے جیسی حدیثیں بناتا ہے)
 ابن جان بھی سخت ضعیف قرار دیتے ہیں محدث سلمہ فرماتے ہیں:
 كَذَّابٌ حَدَّثَ بِأَحَادِيثَ مَوْضُوعَةٍ (بہت بڑا جھوٹا ہے)
 جھوٹی روایتیں بیان کرتا ہے (محدث اور نورخ ابن یونس فرماتے ہیں۔
 وَكَانَ مُصْطَرِبَ الْحَدِيثِ حَدَّثَنَا (اور سخت مضطرب الحدیث ہے)
 سان المیزان ص ۲۱۱

علامہ ذہبی الغنی فی الضعفاء میں لکھتے ہیں:

واسرِف ابن طاہر	اور محدث ابن طاہر حدیث سے
فَقَالَ كَذَّابٌ يَضَعُ	بڑھ گئے انہوں نے اس
الْحَدِيثَ قُلْتُ	راوی کو کذاب جھوٹی حدیثیں
فَعَدَّ رَأَيْتَ لِلْخُشَابِ	بنانے والا کہلے ہیں (ذہبی)
نَحْوَ مَوْضُوعَاتٍ	کہتا ہوں درست ہے میں نے
ابن الجوزی الامام	بھی اس الخشاب راوی کی ایک
ثَلَاثَةٌ اَنَا وَجَبِيرُ	جھوٹی روایت موضوعات ابن
وَمَعَادِيَةُ فَضْلٍ	الجوزی میں دیکھی ہے کہ ابن
ابن طاہر -	تین ہیں میں (رسول اللہ صلی

اللہ علیہ وسلم) اور جبریل اور
 معادیہ پلنس ابن طاہر نے

(بحوالہ شذرات

الذہب ص ۳۶۶

اس راوی کے بارے میں جو
 کہہ کہا ہے وہ سچ ہے۔

علامہ البانی فی سنیہ میں

الْخُشَّابُ مُذًا اَنَابَتَهُ، كَذَابُ سُلْسَلَةِ الْاَحَادِيثِ الضَّعِيفَةِ وَالْمَوْضُوعَةِ ۲۹۲ یہ
 یہ خشاب بیشک بہت بڑا جھوٹا ہے نیز دیکھیے میزان الاعتدال ص ۱۲۶ د کا مل ابن عدی ص ۱۹۴ و تقریب
 نیز اسی سند کے ایک راوی ابو معبد بھی نہیں۔ مولانا شمس الحق عظیم آبادی
 غیر مقلد اس روایت کے بارے میں لکھتے ہیں۔

والبومعبد بمشأنه فيه لين لا تعلیق المغنی علی سنن الدارقطنی
 ص ۲۸۲) اور ابو معبد راوی میں کمزوری ہے۔ اندازہ کریں کہ روایت منقطع ہے
 جھوٹی اور من گھڑت ہے۔ مگر عظیم آبادی صاحب اس پر پردہ ڈالتے ہوئے
 ابو معبد راوی کی کمزوری نقل کر رہے ہیں وہ اصل خرابی کا نام تک نہیں لیتے
 کبھی ابو معبد سے دفاع کرتے ہیں کبھی عمر دین ابی سلمہ سے کبھی سلیمان بن موسیٰ سے۔
 فوا اسفاً: اور یہی حالت ایسا اس اثری کی ہے۔
 فوا اسفاً اور شیخ الحدیث حضرت مولانا عبد اللہ صاحب امیر جمعیت
 الحدیث پالتان اس سند کو متصل اور روایت کو صحیح کہہ رہے ہیں بلکہ اس کی
 صحت کا امام احمدؒ پر افتراء دہتار بھی لگا رہے ہیں ماشاء اللہ غیر مقلدین
 کے شیخ الحدیث ایسے ہی نرا لے ہو کر نئے ہیں۔

ح شیخ کی سنتے تھے مریدوں سے بزرگی
 جا کر کے جو دیکھا تو عمامے کے سوا بیچ

محترم مولانا الیاس اثری

محترم اثری صاحب لکھتے ہیں اس حدیث میں انقطاع کا دہم غلط ہے
 و نہ کہ جبر بن مطعم کے تین شاگرد ہیں جناب عبد الرحمن بن ابی حنین جناب
 نعیم اور عمر دین دینار ہیں۔ (ایام قربانی ص ۱۱)

الحجاب

ما فظ صاحب آخر مرنا ہے خدا تعالیٰ سے ڈرنا چاہیے۔ عبد الرحمن بن ابی
 یمن کے متعلق محدثین کرامؒ کا فیصلہ ہے کہ اس نے حضرت جبیر بن مطعم سے
 ملاقات کی ہے نہ ان سے کچھ سنا ہے تو شاگرد کیسے ہوا الاحول ولا
 رة الا بالله) امام احمد امام بزارؒ فرماتے ہیں کہ ابن ابی حنین نے اس
 بات کو نہ تو حضرت جبیر بن مطعم سے سنا ہے اور نہ ہی ان سے ملاقات کی ہے۔
 غلط ابن حجرؒ بھی اس کا منقطع ہونا نقل کر کے اس کی تردید نہیں کرتے چنانچہ
 تھے ہیں:

وابن حبان من حدیث کہ ابن حبانؒ نے اس حدیث
 جبیر بن مطعم من روایۃ کو عبد الرحمن بن ابی حنین عن
 عبد الرحمن بن ابی حنینؒ سے روایت کیا ہے اور بزارؒ نے اس سند
 من هذا الوجه وقال انه منقطع سے یقیناً منقطع ہے۔
 بلکہ ابن حجرؒ کا اپنا فیصلہ مراحۃ کیسا موجود ہے۔

دفعی اسنادہ القطاع کہ اس حدیث کی سند میں
 فانہ من روایۃ القطاع ہے کیونکہ یہ عبد اللہ
 عبد اللہ بن عبد الرحمن بن عبد الرحمن بن ابی حنین
 عن جبیر بن مطعم کی سند سے
 مردی ہے اور اس کی حضرت
 جبیر بن مطعم ولم یلقہ قالہ البزار
 (تلخیص الجبیر ۲۵۵)

نوٹ: عبداللہ کا ذکر کرنا وہم ہے صحیح عبدالرحمن ہے یعنی اس روایت کا راوی بیٹا نہیں بلکہ باپ عبدالرحمن ہے۔

مولانا عبید اللہ عقیق غیر مقلد کہتے ہیں۔ لیکن ان تمام طرق کو علامہ زلیعی اور امام ابن قیمؒ نے منقطع قرار دیا ہے (ہفت روزہ الحمد میٹلا، مور ۲۳ جولائی ۱۹۸۷ء)

نحو حافظ محمد الیاس اثری صاحب کہتے ہیں:

ان حلیات جیرو بن (ابن الیقیم کا کہنا ہے) کہ

مطعم منقطع لایثبت حدیث جبر بنقطع ہے۔

وصلہ (زاد المعاد) (ایام قربانی ص ۱۲)

البتہ اثری صاحب نے تاکید لایثبت وصلہ کا ترجمہ نہیں کیا۔

جس کا معنی یہ ہے کہ اس روایت کا متصل ہونا ثابت نہیں۔ یہ خیانت اثری صاحب نے اس لیے کی ہے کہ ان کے دل میں یہ برداشت نہ ہو سکی کہ حلیٰ آگ پر نیل چھڑکا جائے اور اثری صاحب نے اس رسالہ میں کئی خیانتوں کا ارتکاب کیا ہے جیسا کہ بیان ہو گا انشاء اللہ تعالیٰ۔

مولانا محمد اسماعیل سلفی غیر مقلد فرماتے ہیں:

جبر بن مطعم کی حدیث مختلف طریق سے مقطوع مرفوع ثقات ضعات

سب سے مروی ہے تمام طریق میں کچھ نہ کچھ نقص ہے (فتاویٰ علمائے حدیث ج ۱۲ ص ۱۶۹) نیز فرماتے ہیں:

بعض کم فہم اور متعصب حضرات سارا نزد جبر بن مطعم کی حدیث اور اس پر

جرح میں صرف کر دیتے ہیں حالانکہ جبر بن مطعم کی حدیث استدلال کی بنیاد

نہیں بلکہ مؤید ہے اصل بنیاد دونوں مسکوں میں مشابہت ہے جہاں دونوں کا

ذکر ہے وہاں تیسرے سے رد کنا کا کوئی قرینہ نہیں (جیسے اہل بدعت اپنے رسم و بدعت کو ثابت کرنے کے لیے یہی بات کہا کرتے ہیں۔ ڈیروئی)۔ (فتاویٰ علمائے حدیث ص ۱۳۱)۔

مولانا محمد بشیر بھوپالی غیر مقلد فرماتے ہیں :

تیسری دلیل امام شافعی کی ہے ان کی دلیل حدیث جبر بن مطعم ہے جس میں یہ زیادت ہے و فی کل ایام تشریق ذبح۔ جہور محققین نے تصریح کی ہے کہ یہ زیادت غیر محفوظ ہے اس حدیث کی سند میں اختلاف ہے اگر کسی طریق کو ترجیح دی جائے تو اضطراب رفع ہو جاتا ہے لیکن انقطاع باقی رہتا ہے کیونکہ کوئی طریق راجح انقطاع سے خالی نہیں ہے اور اگر کسی طریق کو ترجیح نہ دی جائے تو اضطراب ثابت رہتا ہے اگر کوئی شبہ کرے کہ حافظ نے تخریج ہدایہ میں لکھا ہے واخرجہ الدارقطنی من وجہین اخرین موصولین فیہما ضعف انتہی پس دونوں طریق کی وجہ سے اس حدیث کی تقویت ہو جائے گی تو جواب یہ ہے کہ یہ طریق کوئی جدید نہیں ہیں بلکہ طرق موجبہ اضطراب ہیں جو سب ضعف میں داخل ہیں اور اگر کوئی کہے کہ اس باب میں ابو ہریرہ اور ابو سعید رضی اللہ عنہما سے یہی روایت ہے یہ دونوں روایتیں حدیث جبر بن مطعم کی تقویت کے لیے کافی ہیں تو جواب یہ ہے کہ حدیث ابو ہریرہ و ابو سعید موضوع ہیں یا شدید الضعف اس لیے تقویت نہیں کر سکتی ہیں اور منقطع و مضطرب جہور بلکہ کل محدثین کے نزدیک حجت نہیں ہے (فتاویٰ علمائے حدیث ص ۱۴۸)۔

اب حافظ محمد الیاس اثری پر لازم ہے کہ وہ عبدالرحمن بن ابی حسین کی ولادت اور وفات کی تاریخیں بیان کر کے حضرت جبر بن مطعم سے ملاقات

ثابت کرے ورنہ غلط بات سے توبہ کر لے تاکہ درز قیامت شرمندگی نہ اٹھانی
پڑے لیکن ضد دھٹ دھرمی توبہ کرنے میں آڑے آتی ہے خوش نصیب آدمی
ہی ضد کو چھوڑا کرتے ہیں۔

تو عبد الرحمن بن ابی حنین کو شاگرد بنانا حضرت جبیر بن مطعم کا نا انصافی
اور دعویٰ بلا دلیل ہے۔

سوال: مولانا محمد اسماعیل صاحب غیر مقلد لکھتے ہیں۔ الحافظ ابن تیمیہ نے
جبیر بن مطعم کی حدیث کے بعض طرق ذکر کر کے فرمایا۔

هذا الطريق التي روى بها كلها منقطعات ولكن رواه ابن
جبان في صحيحه موصولاً بخو هذا المتن (منتقى الأخبار ص ۳۸)۔

یہ تمام طرق منقطع ہیں لیکن ابن جبان نے یہ متن موصول بیان کیا ہے۔

یہ عبارت منتقی کے مصری نسخہ میں ہے غالباً ہندوستانی نسخہ میں نہیں اس سے
ظاہر ہے کہ ابن جبان نے اس متن کو موصولاً بیان کیا ہے گویا انقطاع کی علت
جاتی رہی اگر یہ صحیح ثابت ہو جائے تو یہ مسلک بہت جلد مضبوط ہو جائے گا۔
(فتاویٰ علمائے حدیث ص ۱۱۱)

الجواب: منتقی کے نسخہ میں یہ عبارت غیر تقلیدین کے معصوم ہاتھوں کی کاروائی ہے
کیونکہ صاحب منتقی ابوالبرکات عبدالسلام (المتولد ۵۹۰ھ المتوفی ۶۵۲ھ) امام
احمد بن عبدالحلیم احرانی مشہور ابن تیمیہ کے دادا ہیں اس نسخہ کا نہ تو امام ابن تیمیہ
نے اپنی کتابوں میں حوالہ دیا ہے نہ ابن تیمیہ کے شاگردوں میں سے کسی نے اس نسخہ کا
حوالہ دیا ہے ابن قیمؒ وابن کثیرؒ بھی امام ابن تیمیہؒ کے شاگرد ہیں۔

قاضی شوکانی غیر مقلد نے اس کی شرح لکھی ہے جو نیل الاوطار کے
کے نام سے مشہور ہے جو حامل متن ہے اس شرح والے نسخہ میں بھی یہ عبارت نہیں ہے خود قاضی شوکانی

نے بھی اس نسخہ کا ذکر شرح میں نہیں کیا انگریز کے دور سے غیر مقلدین نے کتابوں میں تحریف کرنے کا سلسلہ شروع کر رکھا ہے جس کا ذکر راقم الحروف نے اپنی کتاب تنبیہ الغافلین علی تحریف الغالین میں کر دیا ہے لیکن ابھی تک طبع نہیں ہوئی اصل اللہ یحدث بعد ذالک امداً۔

اب منتقی الاخبار مترجم اردو مولانا محمد داؤد راعب رحمانی غیر مقلد کے ترجمہ کے ساتھ دارالدعوة السلفیہ لاہور نے شائع کی ہے اور اس کے ص ۱۵۵ پر یہ محرف شدہ عبارت بھی درج کر دی گئی ہے (لاحول ولا قوۃ الا باللہ العلیٰ العظیم) تحریف کرنا یہودیوں کا شیوہ ہے جس کو غیر مقلدین نے اپنا رکھا ہے مولانا محمد اسماعیل سلفی بھی اپنی اس عبارت اگر یہ ثابت ہو جائے تو یہ مسلک بہت جلد مضبوط ہو جائے گا۔ سے اس کے محرف ہونے کا اقرار دے لے الفاظ میں کر چکے ہیں۔

اگر یہ نسخہ بفرض محال ثابت بھی ہو جائے تب بھی ابن جان کی روایت متصل نہیں ہو سکتی کیونکہ عبدالرحمن بن ابی حسین کا سماع حضرت جابر بن مطعم سے ثابت نہیں ائمہ کرام نے یہی فیصلہ دیا ہے سماع کا دعویٰ بلا دلیل قبول نہیں ہو سکتا نہ توصیف ذالہ برسماع موجود ہے نہ اس راوی کی ولادت اور وفات معلوم ہے تو مجہول راوی سے غیر مقلدین کا مذہب کیسے مضبوط ہو گا (لاحول ولا قوۃ الا باللہ)

سوال نمبر ۲

حافظ محمد الیاس اترنی صاحب لکھتے ہیں: اعتراض - علامہ بزار نے اپنی مسند میں کہا ہے کہ ابن ابی حسین کی جابر بن مطعم سے ملاقات نہیں ہوئی ہے لہذا یہ سند قابل استدلال نہ ہوئی جواب جناب زلیعی حنفی (وفات ۱۲۶۲ھ) اپنی

معروف کتاب نصب الراية میں اس اعتراض کو نقل کرنے کے بعد فرماتے ہیں۔

در واه البیهقی فی المعرفة ولم یذکر انقطاعاً (مجلد ۲۱)

اس حدیث کو امام بیہقی نے اپنی کتاب معرفۃ (السنن والآثار) میں نقل کیا ہے اور انقطاع کا بالکل ذکر نہیں کیا۔

مذکور الصدر تحقیق کے بعد بلاشبہ یہ حدیث درست و صحیح قابل دلیل و استناد اور لائق استدلال و احتجاج ہے۔ خصوصاً جب اس کی توثیق و تشہیت بناؤ علی عدم الجرح و التفتید (زیلعی حنفی نقل فرما رہے) و شہدا شاهد من من اہلہما۔ نیز امام بیہقی (وفات ۸۵۸ھ) نے سند نمبر (ابن ابی حنین والی) اپنی سنن میں ذکر کی ہے اور بالکل کوئی جرح و تنقید نہیں فرمائی اس میں اگر کوئی عیب (انقطاع کا) ہوتا تو ضرور نقل کر دیتے (ایام قربانی صلا تاصلاً)

الجواب —

جھوٹ بولنا دھوکہ کرنا حرام ہے لیکن حافظ انٹری صاحب شاید اپنے مذہب کی ترویج کے لیے جائز جانتے ہیں۔ علامہ زیلعیؒ امام بیہقیؒ پر اعتراض کر رہے ہیں کہ انھوں نے انقطاع کا ذکر نہیں کیا حالانکہ انہیں خاموشی اختیار نہیں کرنی چاہیے تھی چنانچہ انٹری صاحب کے ہم مسلک مولانا عبید اللہ عقیف صاحب لکھتے ہیں ”لیکن ان تمام طرق کو علامہ زیلعیؒ اور امام ابن قیمؒ نے منقطع قرار دیا ہے (مہنت روزہ الحمد ۲۳ لاہور ص ۳۲ جولائی ۱۹۸۷ء) جب علامہ زیلعیؒ کے ہاں یہ سب طرق منقطع ہیں تو کیا وہ بیہقیؒ کے انقطاع نہ ذکر کرنے کی وجہ سے خوش ہو رہے ہیں اور بیہقیؒ کی تائید کر رہے ہیں (سُبْحَانَكَ هَذَا بُهْتَانٌ عَظِيمٌ)

انٹری صاحب خدا تعالیٰ کا خوف کر و اپنی جماعت کو خوش کر کے رب تبار

کا غضب نہ خریدو۔

باقی امام بیہقیؒ کا کسی روایت پر سکوت کرنا یہ اس کے صحیح ہونے کی دلیل نہیں کسی محدث نے یہ ضابطہ نہیں لکھا کہ امام بیہقیؒ کا سکوت کرنا اس روایت کی صحت کی دلیل ہے بلکہ امام بیہقیؒ کا کسی روایت کو حید اور صحیح کہنا بھی اس کی صحت کی دلیل نہیں جبکہ یہ تصحیح محدثین کرامؒ کے اصول کے خلاف ہو مثلاً ابراہیم بن ابی الیث کی ایک روایت کو امام بیہقیؒ نے سنن کبریٰ ص ۱۶۶ میں لہذا "سناد جید" (کہ اس کی سند کھری اور عمدہ ہے) حالانکہ ابراہیم بہت بڑا جھوٹا خبیث قسم کا راوی ہے دیکھئے (لسان المیزان ص ۱۹ تا ص ۹۲ تاریخ بغداد ص ۱۹۲ تا ص ۱۹۶)۔

دوسری مثال : امام بیہقیؒ سنن کبریٰ ص ۲۰۲ میں تین روایات ذکر کر کے فرماتے ہیں ہذا روایات صحیحہ متصلہ (کہ یہ روایات صحیح اور متصل ہیں) حالانکہ اس کی سند میں ابوالبحر محمد بن الحسن البرہاری واقع ہے جو بہت بڑا جھوٹا ہے دیکھئے (میزان الاعتدال ص ۴۵)۔

مولانا عبد الرحمن مبارکپوریؒ غیر مقلد لکھتے ہیں "امام بیہقیؒ اگرچہ ایک محدث مشہور ہیں مگر ان کا کوئی قول بلا دلیل معتبر نہیں ہو سکتا (تحقیق الکلام ص ۳۶ المکتبۃ الانثریہ)۔

محترم انثری صاحب

امام بیہقیؒ کے نزدیک یہ روایت اضطراب کی وجہ سے ضعیف ہے امام

بیہقیؒ نے بیہقی ص ۲۹۸ میں اس کا ذکر کیا ہے مگر آپ انکے اس مزید فیصلے کو قبول نہیں کرتے۔ انثری صاحب شرم و حیا سے کام لینا چاہیے۔ اللہ تعالیٰ توفیق عطا فرمائے (امین) جھوٹ : انثری صاحب لکھتے ہیں "مزید یہ کہ بقول زلیعی یہ حدیث

ابن حبان میں موصولاً (بغیر انقطاع کے) مذکور ہے (ایام قربانی ص ۱۲)

الجواب

یہ اثری صاحب کا علامہ زلیعی پر نرا بہتان ہے۔ موصولاً کے الفاظ نصب الراء زلیعی میں قطعاً موجود نہیں جھوٹ بول کر اثری صاحب اپنی عاقبت برباد کر رہے۔ خدا تعالیٰ ان کو ہدایت نصیب کرے آمین۔

یک چشم گل ہے مگر عیب سے سالم ہے

حافظ اثری صاحب لکھتے ہیں ”اور زلیعی نے بحوالہ بزار نقل کیا ہے۔ حدیث ابن ابی حنین موالصواب مع ابن ابی حنین۔ یلق جابر بن مطعم۔ ابن ابی حنین کی حدیث صحیح ہے باوجود اس میں انقطاع ہے (ایام قربانی ص ۱۲)

الجواب

اثری صاحب بھی بڑے عجیب آدمی ہیں اجتماع ضدین ان کے نزدیک محال نہیں۔ حدیث صحیح بھی ہے اور منقطع بھی ہے حالانکہ اجتماع ضدین عقلاء کے ہاں محال ہے۔ جو حدیث صحیح ہوتی ہے وہ انقطاع سے سالم ہوتی ہے۔ اگر انقطاع کی علت پائی جائے تو وہ صحیح نہیں ہو سکتی۔ یہ تو وہی بات ہوئی ہے کہ ان کا جسم تمام عیوب سے سالم ہے باوجودیکہ یک چشم ہے (إِنَّا لِلّٰهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُونَ)

حالانکہ امام بزار کا مقصد یہ ہے کہ ابن ابی حنین کے طریق سے اس روایت کو بیان کرنا دوسرے طریق کی بنسبت بہتر ہے لیکن متقل یہ بھی نہیں بلکہ منقطع ہے جب کہ امام بیہقی مسند احمد ص ۸۲ کی منقطع سند سلیم بن

موسیٰ عن جبر بن مطعم والی کو بہتر خیال کرتے ہیں ہیئت دوسری سندوں کے چنانچہ ان کے الفاظ یہ ہیں ہذا هو الصحيح دھو مُدْسِلٌ (سنن کبیری ص ۲۹۵) اس سند سے اس روایت کو بیان کرنا بہتر ہے حالانکہ یہ منقطع ہے اس سے معلوم ہوا کہ بیہقیؒ کے ہاں یہ روایت منقطع ہے اس کو متصل بیان کرنا درست نہیں ہے۔ نیز بیہقیؒ کا فیصلہ اس روایت کے بارے میں عنقریب پیش کر دیا جائے گا ذرا انتظار کریں۔

دوسرا شاگرد

اثری صاحب نے عمرو بن دینار بتایا ہے حالانکہ اس کی حضرت جبر بن مطعم سے ملاقات ہی ثابت نہیں شاگرد کیسے نیز اس سند سے یہ روایت بھی جھوٹی و من گھڑت ہے فلہذا قابل التفات نہیں۔

تیسرا شاگرد

نافع بن جبر حضرت جبر کے لڑکے ہیں واقعی شاگرد ہیں لیکن نافع بن جبر کا نام صرف سوید بن عبد العزیز بڑھاتا ہے اور سوید بن عبد العزیز سخت ضعیف قسم کا راوی ہے بلکہ منروک الحدیث ہے۔ امام بیہقیؒ اس کی روایت نقل کرنے کے بعد فرماتے ہیں وَ هُوَ ضَعِيفٌ عِنْدَ بَعْضِ أَهْلِ النَّقْلِ عَنْ سَعِيدٍ (السنن الکبریٰ ص ۲۹۶)۔ اور یہ سوید ضعیف ہے بعض محدثین کے ہاں سعید بن عبد العزیز سے روایت کرنے میں۔

یاد رہے یہ روایت بھی سوید بن عبد العزیز اپنے استاد سعید بن عبد العزیز سے روایت کرتا ہے۔

نیز امام بیہقی فرماتے ہیں **هَذَا غَيْرُ قَوِيٍّ لِّلنَّسَبِ الْكَبِيرِ** (۲۳۹/۵۶)

سویڈ بن عبدالعزیز والی یہ روایت قوی نہیں ہے۔ امام بیہقیؒ اس
سویڈ بن عبدالعزیز والی سند سے روایت کردہ روایت کو بار بار ضعیف
قرار دے رہے ہیں۔ چنانچہ خود اثری صاحب بھی اس کو ضعیف تسلیم کرتے
ہیں۔ لکھتے ہیں ”یہ سند تو ہم نے تائیداً پیش کی ہے جس پر کسی کو اعتراض کا حق
نہیں ہے (ایام قربانی ص ۱)۔“

لہٰذا کسی سند سے بھی یہ روایت متصل ثابت نہیں ہو سکی۔ (وصلۃ الحمد)

سوال نمبر ۳

حافظ اثری صاحب لکھتے ہیں :

”حافظ ابن حجر عسقلانیؒ (وفات ۸۵۲ھ) نے فرمایا کہ درجالہ ثقات
کہ اس حدیث کے راوی صحیح و قابل استدلال ہیں (فتح الباری ج ۱۰، ایام قربانی ص ۳)

الجواب

اثری صاحب نے حافظ صاحبؒ کی پوری بات نقل نہیں کی۔ راقم الحروف
ان کی پوری عبارت نقل کرتا ہے :

انخرجه احمد بن
فخري سنده القطاع
وصلة الدارقطني
درجاله ثقات -
اس حدیث کو امام احمدؒ نے
اپنے مسند میں روایت کیا ہے
لیکن سند میں القطاع ہے اور
دارقطنی نے متصل بیان کیا ہے
اور اس کے راوی ثقہ ہیں۔
(فتح الباری)

حافظ صاحبؒ نے دارقطنی کی سند کے راویوں کو ثقہ قرار دیا ہے اس کا
جواب بہتر تو یہی ہے کہ حافظ صاحبؒ خود ہی اپنی بعد والی تصنیف میں اس کی

تردید فرمادیں تاکہ نہ ہنگ لگے نہ پھٹکڑی اور ہمارا مقصد مفت میں حاصل ہو جائے لیجئے جناب ملاحظہ کریں حافظ صاحب فرماتے ہیں :

واخرجه، الدارقطنی اور اس روایت کو امام دارقطنیؒ

من وجهین آخرین لے دو متعل سندوں سے

موصولین فیما ضعف روایت کیا ہے لیکن دونوں

(الدرا بیہ ص ۲۱۵) سندوں میں ضعف ہے۔

حافظ ابن حجرؒ نے خود اقرار کر لیا ہے کہ دارقطنی کی سند کے راوی ثقہ

نہیں ہیں۔ اب دو سندیں دارقطنی میں کون سی ہیں۔ ایک سند تو عمرو بن دینار

والی ہے جس میں احمد بن عیسیٰ الحنشاب الکذاب جھوٹی حدیثیں بنانے والا واقع

ہے اور خیر سے عمرو بن دینار کا سماع حضرت جبیر بن مطعم سے ثابت نہیں۔

اس سند میں کئی راوی مشکلم فیہ واقع ہیں۔ مگر حافظ صاحب اس کو متصل مان رہے

ہیں اور ضعف (کنزوری) بھی تسلیم کر رہے ہیں۔ حالانکہ یہ روایت نہ تو متصل

ہے نہ صرف ضعیف ہے بلکہ جھوٹی ومن گھڑت ہے (خدا تعالیٰ ان کو معاف

فرمائے آمین) باقی نافع بن جبیر والی سند تو یہ بھی دراصل منقطع ہے نافعؒ کا

واسطہ در بیان میں صرف سوید بن عبد العزیز اپنے حافظہ کی خرابی کی بنا پر

بڑھانکے۔

چنانچہ امام بزارؒ فرماتے ہیں :

قال البزار لا نعلم کہ ہم نہیں جانتے کہ کسی نے

قال فیہ عن نافع بن اس سند میں نافع بن جبیر کا

جبیر عن ابیہ واسطہ بڑھایا ہو سو سوید

الاسوید بن عبد العزیز بن عبد العزیز کے اور وہ

دھولیس بالمحافظ
یادداشت والا نہیں اور اس
دلائل مجتہبہ اذا الفرد
کی حدیث سے حجت نہیں
(نصب الدرایہ طبع ۲۱۳)۔
پکڑی جاسکتی جبکہ یہ اکیلا ہو۔

سویڈن عبدالعزیز اس سند میں نافع بن جبیر کا واسطہ بڑھا ہے
احادیث کے الفاظ اور سندوں میں اضافے کرنا اس کا معمول تھا گو یہ حافظہ
کی خرابی کی بنا پر تھا یہ راوی کیسا ہے اس کے متعلق محدثین کرام کیا فرماتے
ہیں ذرا ملاحظہ فرمائیں۔

امام احمد بن حنبلؒ فرماتے ہیں متروک الحدیث ہے۔ امام یحییٰ بن معینؒ
فرماتے ہیں ثقہ نہیں لیکن لشیئ سے ضعیف ہے قربانی کے مسئلہ میں اس کی روایت
قبول کرنا ناجائز ہے (یاد رہے یہ روایت بھی قربانی کے متعلق ہے جس کو قبول
کرنا امام یحییٰ بن معینؒ کے ہاں حرام ہے)
ابن سعدؒ فرماتے ہیں کہ اس کی روایتیں اوپری ہیں۔

امام بخاریؒ فرماتے ہیں اس کی حدیث میں اوپری چیزیں واقع ہو گئی
ہیں جن پر امام احمدؒ نے انکار کیا اور اس کی حدیث میں ایسی نظر ہے جو
برداشت کے قابل نہیں۔

امام نسائیؒ فرماتے ہیں ثقہ نہیں ضعیف ہے۔

یعقوب بن سیفانؒ فرماتے ہیں مستور ہے اس کی حدیث میں کمزوری
ہے یہ ضعیف الحدیث ہے۔

امام ابوحاتمؒ فرماتے ہیں کہ نرم حدیث والا ہے اس کی حدیث میں نظر ہے

امام ترمذیؒ فرماتے ہیں حدیث میں بہت غلطی کرنے والا ہے۔

امام حاکم ابواحمدؒ فرماتے ہیں مضبوط نہیں۔

محدث خلالؒ فرماتے ہیں ضعیف ہے

محدث بزارؒ کا فیصلہ گزر چکا ہے

ابن حبانؒ اس کو سخت قسم کا ضعیف راوی قرار دیتے ہیں (دیکھئے تہذیب

التہذیب ص ۲۷۶ ج ۴ نا ص ۲۷۷)

حافظ ابن حجرؒ فرماتے ہیں وَهُوَ دَاۤءٍ (الدراۃ ص ۱۲۵) اور وہ ضعیف ہے

نیز فرماتے ہیں نرم حدیث دالا ہے (تقریب التہذیب ص ۱۲۷)

مولانا ارشاد الحق اثری اس پر لگا لگا کر تقریب کے آخر ص ۲۱۶ التعقب

علی التقریب میں لکھتے ہیں۔ جمہور نے اس کو ضعیف قرار دیا ہے حتیٰ کہ امام احمدؒ

کے ہاں متروک الحدیث ہے اور ابن حصین (صحیح ابن عیین ہے ڈیروی) اور

نسائیؒ فرماتے ہیں کہ ثقہ نہیں ہے امام بخاریؒ فرماتے ہیں اس میں ایسی نظر ہے

جو قابل برداشت نہیں۔

علامہ ذہبیؒ فرماتے ہیں سخت ضعیف ہے اور

علامہ ہشیمیؒ مجمع الزوائد ص ۱۶۱ میں فرماتے ہیں کہ متروک الحدیث ہے۔

حافظ اثری صاحب لکھتے ہیں حافظ ابن حجرؒ کی تحقیق کے مطابق ایک

دو اماموں نے اسے ثقہ بھی کہا ہے گو اکثریت اس کے ضعف کی قائل ہے

حافظ صاحب فرماتے ہیں کہ عثمان داری نے دحیم سے اس کی ثقاہت نقل

کی ہے نیز فرمایا کہ وہ احادیث بیان کرنے میں غلطی کر جاتا تھا علی بن حجرؒ کا

بیان ہے کہ ہشیم (صحیح ہشیم ہے ڈیروی) ان کی تعریف کیا کرتے تھے تہذیب

ص ۲۷۶ ج ۴ ایام قربانی ص ۷۷)

الجواب

محدث دحیمؒ نے ثقاہت کے ساتھ ساتھ یہ بھی واضح کر دیا کہ وہ احادیث

کے بیان کرنے میں غلطی کرنا تھا۔ تو غلط باتوں کی وحیم بھی تائید نہیں کرتے تو ان کی توثیق کا سوید بن عبدالعزیز یا غیر متقدمین کو کیا فائدہ حاصل ہوگا باقی ہمیشہ کا ان کی تعریف بیان کرنا کس لحاظ سے ہے شاید سوید عبادت گزار ہوگا رات کو تہجد پڑھتا ہوگا اس لحاظ سے اگر اس کی تعریف کر دی جائے تو کیا سوید بن عبدالعزیز حدیث میں ثقہ سمجھا جائے گا۔ اثری صاحب ڈوبتے کو تنکے کا سہارا دے رہے ہیں (لاحول ولا قوة الا باللہ)۔

سوال نمبر ۴

حافظ ابن قیمؒ کا اگرچہ اس روایت کے بارے میں فیصلہ یہ ہے کہ یہ بالکل منقطع ہے مگر وہ فرماتے ہیں کہ دوسری سند یعنی اسامہ بن زید عن عطاء عن جابر کے طریق سے بھی یہ حدیث مروی ہے اور یعقوب بن سفیان کہتے ہیں کہ اسامہ اہل مدینہ کے ہاں ثقہ اور مأمون ہے فلہذا یہ دونوں حدیثیں ایک دوسرے کی تائید کرتی ہیں (زاد المعاد ص ۲۲۷ بحوالہ ایام قربانی ص ۱۳)

الجواب

اللہ تعالیٰ حافظ ابن قیمؒ کو معاف فرمائے ایسی کوئی روایت حدیث کی کتابوں میں نہیں ملتی جو اسامہ بن زید عن عطاء عن جابرؓ کی سند سے چاروں دنوں کی قربانی کے سلسلہ میں مروی ہو حافظ ابن قیمؒ کو دراصل السنن الکبریٰ للبیہقی ص ۲۲۹ کی اس روایت سے دھوکہ لگا ہے۔

اسامہ بن زید عن عطاء عن جابر قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کل عرفة موقف وکل مزدلفة موقف و من کلھا منحر وکل فجاج مكة طریق و منحر۔ قال یعقوب اسامہ بن زید عند اہل بلذہ المدینہ ثقة مأمون۔

”رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں تمام مقام عرفہ و مزدلفہ و قوت (قیام) کی جگہ ہے اور منیٰ کا تمام میدان قربانی کی جگہ ہے اور مکہ مکرمہ کی تمام گھاٹیاں راستہ اور قربانی کی جگہ ہیں۔ یعقوب بن سفیان فرماتے ہیں کہ اسامہ بن زید اہل مدینہ کے ہاں ثقہ اور مأمون ہیں۔“

تو اس روایت میں منیٰ کُلُّهَا مَنَحْرٌ ہے جس کا معنی ہے کہ منیٰ کا تمام میدان قربانی کی جگہ ہے جہاں بھی قربانی کروادار ہو جائے گی۔ اس روایت سے حضرت ابن قیمؒ کو دھوکا لگا انہوں نے اس سے آیام منیٰ کُلُّهَا مَنَحْرٌ (کہ تمام دن منیٰ کے یعنی ۱۰-۱۱-۱۲-۱۳-قربانی کے دن ہیں) سمجھ لیا۔ حالانکہ حدیث کی تمام کتابوں میں اسامہ بن زید عن عطاء کی سند سے منیٰ کُلُّهَا مَنَحْرٌ (کہ منیٰ کا تمام میدان قربانی کی جگہ ہے جہاں جی چاہے قربانی کرو) کے الفاظ تو ملتے ہیں مگر آیام منیٰ کُلُّهَا مَنَحْرٌ (کہ تمام دن منیٰ کے قربانی کے دن ہیں) یہ الفاظ حدیث کی کتابوں میں نہیں ملتے اسامہ بن زید کے کئی شاگرد ہیں۔

(۱) عبید اللہ بن موسیٰ یہ بھی اپنے استاد اسامہ بن زید عن عطاء عن جابرؓ کی سند سے منیٰ کُلُّهَا مَنَحْرٌ کے الفاظ نقل کرتا ہے دیکھئے السنن الکبریٰ للبیہقی ص ۲۲۹ و سنن الدارمی ص ۳۸۳ ج ۱ ۱۸۸۶۔

(۲) دوسرا شاگرد عثمان بن عمرؓ ہے یہ بھی اسی طرح نقل کرتا ہے عثمان بن عمر ثنا اسامہ عن عطاء عن جابرؓ (الی) و منیٰ کُلُّهَا مَنَحْرٌ (مسند احمد ص ۳۲۶ کامل ابن عدی ص ۳۸۵ ج ۱)۔

(۳) تیسرا شاگرد حماد ابوالاسامہؓ ہے وہ بھی یہی الفاظ نقل کرتا ہے (سنن البو داؤد ص ۲۷۷ ج ۱) ابوالاسامہ عن اسامہ بن زید عن عطاء

قال حدثني جابر بن عبد الله الخ -

(۴) چوتھا شاگرد امام دیکھ رہا ہے وہ بھی یہی الفاظ نقل کرتا ہے دیکھتا

اسامہ بن زید عن عطاء عن جابر (سنن ابن ماجہ ص ۲۲۵)

اسامہ بن زید کے یہ چاروں شاگرد ثقہ ہیں وہ سب بالاتفاق منہی کلمہ منہی کے الفاظ نقل کر رہے ہیں۔

(۵) پانچواں شاگرد عبد اللہ بن وہب ہے وہ اسامہ بن زید عن عطاء الخ سے کل فجاء مکثہ طریق ومنہ (مستدرک ص ۲۶) کے مختصر الفاظ نقل کرتا ہے۔

اگر بالفرض اسامہ بن زید کا کوئی ایسا شاگرد بھی ہو جس نے اپنے استاد سے ایام منہی کلمہ منہی کے الفاظ نقل کئے ہوں تو وہ اس شاگرد کی یقیناً غلطی ہوگی لیکن ایسا کوئی شاگرد اسامہ بن زید کا حدیث کی کتابوں میں ان الفاظ کو نقل کرنے والا نہیں پایا گیا افسوس کا مقام ہے کہ غیر تقلیدین حافظ ابن قیم کے دھم سے اپنے مذہب کی تقویت حاصل کرنا چاہتے ہیں (لاحول ولا قوۃ الا باللہ) البتہ حافظ ابن حجرؒ لکھتے ہیں:

وقال الدارقطني

لما سمع يحيى القطان

انه حدث عن

عطاء عن جابر رفعه

ایام منہی کلمہ منہی

قال اشهد والی

قد تدرکت حدیثہ

کہ امام دارقطنیؒ فرماتے ہیں

کہ جب امام یحیی القطانؒ نے

یہ سنا کہ اسامہ بن زید عن

عطاء عن جابر (مرفوعاً) یہ

حدیث بیان کرتا ہے کہ منہی

کے ایام قربانی کے دن ہیں

تو فرمایا گواہ ہو جاؤ میں نے

قال الدارقطني فمن
احبل هذا تركه
اسامہ کی حدیث کو بالکل ترک
کر دیا ہے دارقطنی فرماتے ہیں
البخاری۔
اسی روایت کی بنا پر امام بخاری
(تہذیب التہذیب ص ۲۰۹ ج ۱)
نے بھی اسامہ بن زید کی حدیث
ترک کر دی ہے۔

حافظ ابن حجرؒ نے ایام منیٰ کلبا منحر کے الفاظ نقل کئے ہیں حالانکہ یہ بے چارے
اسامہ بن زید پر الزام ہے اسامہ کے تمام شاگردان الفاظ کو روایت نہیں کرتے بلکہ
وہ منیٰ کلبا منحر کے الفاظ نقل کرتے ہیں۔

چنانچہ کامل ابن عدی ص ۳۸۱ میں ہے کہ امام احمد بن حنبلؒ فرماتے ہیں کہ
جب عثمنؓ بن عمر نے یحییٰ بن سعید القطانؒ کو اسامہ بن زید عن عطاف جابر
عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ حدیث بیان کی منیٰ کلبا منحر تو یحییٰ بن
سعیدؒ نے اسامہ سے اس حدیث کی بنا پر حدیث لینا چھوڑ دیا تھا۔

اس صحیح سند سے منیٰ کلبا منحر کے الفاظ وارد ہوئے ہیں پس حافظ
ابن حجرؒ کا ایام منیٰ الحج کے الفاظ نقل کرنا درست نہیں نیز حافظ صاحب خود لکھتے
ہیں کہ ایام منیٰ کلبا منحر کے الفاظ غیر محفوظ ہیں دیکھئے تلخیص البیہر ص ۱۴۲۔ اس
سنن دارقطنی میں تو اسامہ بن زید کی سرے سے یہ روایت ہی موجود نہیں تو
امام دارقطنیؒ نے یہ واقعہ کس کتاب میں ذکر کیا ہے آیا سند سے یہ واقعہ بیان
کیا ہے یا تعلیقاً نقل کیا ہے پھر وہ سند ظاہر کی جائے تاکہ معلوم ہو سکے کہ وہ
سند چھوٹی و سن گھڑت ہے یا کیسی ہے پھر اسامہ بن زید کا شاگرد دیکھا جائے
کہ وہ کون ہے لیکن نا قیامت غیر مقلدین اس سند کے پیش کرنے سے عاجز
رہیں گے (انشاء اللہ تعالیٰ)

نوٹ ہے : امام بھی القطان اور امام بخاریؒ نے اسامہ بن زید کو اس غلط روایت کے بیان کرنے کی وجہ سے متروک الحدیث قرار دیا ہے اس میں اسامہ بن زید کی غلطی ان حضرات کے ہاں یہ ہے کہ عطارؒ سے یہ روایت مرسلہ منقول ہے مگر اسامہ نے عطارؒ کے بعد حضرت جابرؓ کا واسطہ بڑھا کر ارسال ختم کر دیا ہے دیکھئے سیر اعلام النبلاء ص ۲۴۲ لذہبیؒ۔ ان حضرات کے علاوہ امام احمدؒ و امام نسائیؒ و امام ابوجاتمؒ کے ہاں بھی یہ اسامہ بن زید ضعیف ہے دیکھئے تہذیب التہذیب ص ۲۹۱۔ اور بعض محدثین کرامؒ کے ہاں ثقہ ہے لیکن اس بے چارے نے ایام منیٰ الخ کے الفاظ ہرگز نقل نہیں کئے بلکہ منیٰ کلہا منخر کے الفاظ نقل کئے ہیں جیسا کہ حدیث شریف کی معتبر کتابوں میں اس کی شہادت موجود ہے کما مر۔

سوال نمبر ۷

قاضی شوکانی غیر مقلد فرماتے ہیں کہ ابن حبان نے اس حدیث کو بغیر انقطاع کے ذکر کیا ہے (نیل الاوطار ص ۱۲۲ بحوالہ ایام قربانی ص ۱۱) مولانا محمد اعظم صاحب مدرس جامعہ اسلامیہ الہمدیث گوہر النوالہ لکھتے ہیں : "جمع الزوائد میں ہے۔ اس حدیث کو احمد اور طبرانی نے اوسط میں بیان کیا ہے اور مسند احمد کے راوی ثقہ ہیں (مسائل قربانی ص ۲۸)

الجواب

قاضی شوکانی غیر مقلد کا بیان قابل وثوق نہیں ابن حبان کی سند منقطع ہے جیسا کہ دلائل سے اس کا بیان گزر چکا ہے اور علامہ حثیبیؒ کا بیان بھی کچھ درست نہیں ہے۔ علامہ حثیبیؒ نے انقطاع کا ذکر نہیں حالانکہ مسند احمد کی روایت بالاتفاق منقطع ہے دیکھئے سہقی الدرر فی تلخیص البحر فتح الباری فتاویٰ علمائے حدیث وغیرہ۔

نیز حضرت جبیر بن مطعم کی روایت کا اصل وارو مدار سلیم بن موسیٰ دمشقی پر ہے اور اس کے حافظہ کی خرابی کی بناء پر اس روایت میں الفاظ غلط قسم کے نقل ہو گئے ہیں اور وہ غلط الفاظ یہ ہیں وکل ایام التشریق ذبح اور تمام ایام تشریق ذبح کے دن ہیں۔

سلیم بن موسیٰ

سلیم بن موسیٰ اس روایت کے بیان کرنے میں کئی اغلاط کا شکار ہوا ہے۔

غلطی نمبر ۱

مختلف صحابہ کرامؓ سے ایام تشریق کے بارے میں روایات ذکر کی گئی ہیں مگر کسی روایت میں ذبح کا لفظ موجود نہیں مثلاً

(۱) حضرت ابوہریرہؓ کی مرفوع روایت میں ہے اَيَّامُ التَّشْرِيقِ اَيَّامُ طَحْمٍ (کہ تشریق کے ایام کھانے کے دن ہیں) دیکھئے موارد النظائر ص ۲۳۸ و تفسیر ابن جریر ص ۲۴۲ اَيَّامُ التَّشْرِيقِ اَيَّامُ طَحْمٍ وَ ذِكْرُ اللَّهِ (منہاج ص ۲۲۹)۔

(۲) حضرت نبیشتہ الہذلیؓ سے مرفوعاً مروی ہے اَيَّامُ التَّشْرِيقِ اَيَّامُ اَكْلِ وَ شُرْبٍ (صحیح مسلم ص ۲۶) کہ تشریق کے دن کھانے اور پینے کے دن ہیں۔

(۳) حضرت کعب بن مالک اور حضرت اوس بن الحذیان کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایام تشریق میں لوگوں کی طرف بھیجا کہ یہ اعلان کریں کہ مؤمن کے بغیر جنت میں کوئی داخل نہ ہوگا اور ایام منیٰ ایام اکل و شرب (صحیح مسلم ص ۲۶) کہ منیٰ کے ایام کھانے پینے کے دن ہیں۔

(۵) حضرت عقیقہ بن عامر سے مروی روایت ہے (جو حدیث کی مختلف کتابوں میں موجود ہے) کہ یوم عرفة (نویں ذوالحجہ) اور یوم النحر (قریبانی کا دن ۱۰ ذوالحجہ) اور ایام تشریق یہ ایام اکل و شرب (کھانے پینے کے دن ہیں) مسند احمد ص ۱۵۲ ج ۳ حافظ ابن حجر فرماتے ہیں حَدِیثٌ صَحِیْحٌ (تعلیق التعلیق ص ۲۸۵ ج ۲)۔

(۹) حضرت بشر بن سیم کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایام حج میں لوگوں کی طرف بھیجا کہ وہ اعلان کریں مومن کے بغیر جنت میں کوئی داخل نہیں ہوگا اور یہ ایام تشریق ایام اکل و شرب ہیں (مسند احمد ص ۴۱۵ ج ۳ و دارمی ص ۳۵۲ ج ۱) مسند ابی الیسی ص ۱۸۳۔

(۷) حضرت عبداللہ بن حذافہ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا پس عبداللہ بن حذافہ نے ایام تشریق میں یہ اعلان کیا کہ خبردار یہ دن عید اور کھانے پینے اور ذکر کے دن ہیں (سنن الدارقطنی ص ۲۱۳ ج ۲ و مسند احمد ص ۵۱۳ ج ۲ و ص ۵۲۵ ج ۲)۔

(۸) حضرت عبداللہ بن عمرؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اَيَّامُ التَّشْرِيقِ اَيَّامُ اَكْلٍ وَشُرْبٍ وَصَلَوَةٍ فَلَا يَصُومُ مِمَّا احَدٌ (مسند بزار بحوالہ التلخیص الجبیر ص ۱۹۷ ج ۲) کہ تشریق کے دن کھانے پینے اور نماز پڑھنے کے دن ہیں پس ان میں روزہ نہ رکھو۔

(۹) حضرت بلالؓ اونٹ پر سوار ہو کر منیٰ کے مقام پر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی موجودگی میں یہ اعلان کر رہے تھے کہ ان دنوں میں روزہ نہ رکھو فَاهَا اَيَّامُ اَكْلٍ وَشُرْبٍ (یہ ایام کھانے پینے کے دن ہیں) حضرت بلالؓ کے اس اعلان کی گواہی حضرت عمر بن عمرؓ و الاسلمی صحابیؓ دیتے ہیں

دیکھئے مسند احمد ص ۲۹۲؎ فلہذا اس حدیث کے راوی گویا دو صحابی ہوئے۔

(۱۰) حضرت عبداللہ بن عمرؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اِنَّهَا اَيَّامٌ طَحُّوْا ذِكْرُ (مسند احمد ص ۳۹؎) کہ ایام تشریق کھانے اور ذکر کرنے کے دن ہیں۔

(۱۱) حضرت سعد بن ابی وقاصؓ کی حدیث مسند احمد ص ۱۶۹؎ وکتاب میں اس طرح ہے مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایام منی میں یہ حکم دیا کہ میں اعلان کروں اِنَّهَا اَيَّامٌ اُكْلٍ وَشُرْبٍ فَلَا مَوْمٍ فِيْهَا يَعْنِيْ اَيَّامُ التَّشْرِيقِ (یعنی ایام التشریق کھانے پینے کے دن ہیں ان میں روزہ نہیں ہے)۔

(۱۲) حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا ایام تشریق میں روزہ رکھنے سے اور فرمایا اِنِّیْ اَيَّامٌ اُكْلٍ وَشُرْبٍ وَذِكْرٍ اَللّٰہ (ابن جریر درثور ص ۲۳۵؎) یہ دن کھانے اور پینے اور اللہ تعالیٰ کے ذکر کرنے کے دن ہیں۔

(۱۳) ام سعد بن الحکم الزرقانیؓ فرماتی ہیں گویا میں حضرت علی بن ابی طالبؓ کی طرف دیکھ رہی تھی کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مادہ سفید خچر پر شعب الانصار میں سوار تھے اور فرما رہے تھے اے لوگو بے شک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ ایام تشریق روزے کے دن نہیں یہ کھانے پینے اور اللہ تعالیٰ کے ذکر کرنے کے دن ہیں (مسند احمد ص ۲۳۵؎ تا ص ۲۳۵؎) وَقَالَ صَحِيْحٌ عَلٰی شَرْطِ مُسْلِمٍ وَیَسِّرُ كَمَا قَالَ لَانْ فِیْ سَنَدٍ ۛ ابْنِ اسْحَقٍ وَهُوَ مِنْهُمْ (مسند احمد ص ۲۳۵؎ تا ص ۲۳۵؎)

(۱۴) عمر بن خالد الانصاریؓ اپنی والدہ سے روایت کرتے ہیں وہ فرماتی ہیں کہ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علیؓ کو ایام تشریق میں لوگوں کی طرف بھیجا کہ وہ اعلان کریں یہ دن کھانے پینے اور جماع کرنے کے دن ہیں (ابن ابی شیبہ درمنثور ج ۲ ص ۲۲۵)۔

راقم الحروف نے چند صحابہؓ سے احادیث بیان کر دی ہیں ان سب میں ذبح کا لفظ نہیں ہے جس سے معلوم ہوا کہ حضرت جبر بن مطعم کی حدیث میں ذبح کے لفظ کا اضافہ محض سلیم بن موسیٰ کی کاروائی کا نتیجہ ہے گو یہ حافظہ کی خرابی کی بنا پر ہو سلیم بن موسیٰ اس کاروائی میں اکیلا ہے اور کسی نے اس کی متابعت نہیں کی۔

غلطی نمبر ۲

سلیم بن موسیٰ کی دوسری غلطی یہ ہے کہ اسے حضرت جبر بن مطعم سے ایام تشریق کے بارے میں روایت کر ڈالی حالانکہ حضرت جبر بن مطعم سے ایام تشریق کے بارے میں دوسرے کسی ذریعہ سے روایت نہیں ملتی جس میں ایام تشریق میں قربانی کا ذکر ہو۔

غلطی نمبر ۳

سلیم بن موسیٰ اس روایت کے بیان کرنے میں اضطراب کا شکار ہوا ہے کبھی سلیم بن موسیٰ اس روایت کو براہ راست حضرت جبر بن مطعم سے روایت کرنا ہے (مسند احمد و بیہقی) حالانکہ حضرت جبر بن مطعم کی پیدائش سے بھی بہت پہلے فوت ہو چکے تھے ان کی وفات ۵۶ھ یا ۵۷ھ یا ۵۹ھ میں ہوئی ہے کما مرن جبکہ سلیم بن موسیٰ کی وفات ۹۹ھ میں ہوئی ہے کبھی سلیم بن موسیٰ اس روایت کو عن عبد الرحمن بن ابی حسین عن جبر بن مطعم کے طریق سے روایت کرتا ہے جبکہ عبد الرحمن بن ابی حسین

ایک مجہول قسم کا آدمی ہے نہ اس کی ولادت معلوم ہے نہ وفات معلوم ہے نہ اس کے دیگر حالات معلوم ہیں پھر خبر سے وہ بھی حضرت جبیرؓ سے شرف ملاقات حاصل نہیں کر سکا کبھی نافعؓ کے واسطے سے حضرت جبیرؓ سے روایت کرتا ہے لیکن یہ غلطی امام بزارؓ وغیرہ کے ہاں سوید بن عبدالعزیزؓ سے ہوئی ہے کہ اس نے نافع بن جبیرؓ کا واسطہ بڑھا دیا ہے اس غلطی کا اصل مجرم سوید ہے۔ کبھی عمرو بن دینارؓ کا واسطہ بڑھا دیتا ہے (دارقطنی و بیہقی) اضطراب سند بالاتفاق محدث کے ضعیف ہونے کی دلیل ہے اسی طرح اس کے متن میں بھی اضطراب ہے کبھی تو سلیم بن موسیٰ کل ایام التشریق ذبح کہتا ہے لیکن کبھی بالکل اس کا نام ہی نہیں لیتا اور یوں روایت بیان کرتا ہے

سلیم بن موسیٰ عن عبد الرحمن بن ابی حنین عن جبیر بن مطعم قال رسول الله صلى الله عليه وسلم كل عرفات موقف وارفعوا عن بطن عرنة والمزدلفة كلها موقف وارفعوا عن بطن محمّر محلی ابن حزم ص ۲۱۵ الجزء المباح مسئلہ ۸۵۲ اس روایت میں کل ایام التشریق ذبح کے الفاظ مفقود ہیں جس سے معلوم ہوا کہ وہ بے چارہ اس روایت کے بیان کرنے میں بار بار اضطراب کا شکار ہو رہا ہے۔

غلطی نمبر ۲

کل ایام التشریق ذبح؟ (کہ تمام ایام تشریق ذبح کے دن ہیں) غیر متقلدین حضرات فرماتے ہیں کہ ۱۱-۲-۱۳ ایام تشریق ہیں جیسا کہ حافظ الیاس صاحب اتیری نے اپنے رسالہ میں اس پر کئی حوالے پیش کئے ہیں تو اس سے معلوم ہوا کہ قربانی گیارہ ذوالحجہ سے شروع ہوتی ہے حالانکہ اصل

قربانی کا دن دن ذوالحجہ ہے جس کو یَوْمُ النُّحْرِ کہا جاتا ہے اور اسی دن نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ہمیشہ قربانی کرتے رہے تو سلیم بن موسیٰ کی روایت جو اعلیٰ درجہ کی ضعیف ہے صحیح حدیثوں اور مسلمانوں کے عمل کے خلاف ہونے کی وجہ سے مردود ہے۔

سلیم بن موسیٰ محدثین کرام کی نظر میں

امام بخاریؒ فرماتے ہیں عِنْدَہُ مَآکِیْرُ رَہْذِیْبِ التَّہْذِیْبِ ص ۲۲۴ و کتاب الضعفاء الصغیر بخاری ص ۲۶۲ مع التاریخ الصغیر کہ سلیم بن موسیٰ کے پاس ضعیف قسم کی حدیثیں ہیں۔

امام نسائیؒ فرماتے ہیں لیس بالقوی فی الحدیث (حدیث میں قوی نہیں ہے) نیز فرماتے ہیں فی حدیثہ شئی (اس کی حدیث میں کچھ خرابی ہے) (تہذیب التہذیب ص ۲۲۴) امام نسائیؒ کتاب الضعفاء والمتروکین ص ۲۹۲ میں لکھتے ہیں۔

سلیم بن موسیٰ الدمشقی احد الفقہاء لیس بالقوی فی الحدیث۔ سلیم بن موسیٰ حدیث میں ثقہ نہیں ہے۔

امام ابو داؤدؒ کے ہاں سلیم بن موسیٰ کی بعض حدیثیں مُنْکَر (اوپری اور ضعیف) ہیں بالسری والی روایت کے بارے میں فرماتے ہیں:

قال ابو داؤد هذا حدیث منکر (ابو داؤد ص ۲۶۲)۔

ابو داؤدؒ نے کہا کہ یہ حدیث ضعیف ہے علامہ ذہبیؒ بھی میزان الاعتدال ص ۲۲۲ میں اس کا ذکر یوں فرمایا ہے وَلَهُ عَنْ نَافِعٍ عَنْ ابْنِ عُمَرَ حَدِثٌ زَمَرَهُ الرَّوَّاعِی (اس سلیم بن موسیٰ کی نافع عن ابن عمر سے چرواہے کی

بالسری کی روایت ہے۔

امام ترمذیؒ کے ہاں سلیم بن موسیٰ کی بعض روایتیں صحیح نہیں چنانچہ فرماتے ہیں۔

اذا طلعت الفجر فقد ذهب كل صلاة الليل والنوتر
فاوتروا قبل طلوع الفجر
قال ابو عيسى وسليمن بن موسى قد تفرد به
على هذا اللفظ وروى
عن النبي صلى الله عليه
وسلم قال لا وتر بعد
صلاة الصبح وهو قول
غير واحد من اهل العلم

جب طلوع فجر ہو جائے تو
رات کی نماز اور وتروں کا
وقت ختم ہو گیا ہے طلوع فجر
سے پہلے وتر پڑھا کرو
ابو عیسیٰ ترمذیؒ فرماتے ہیں
کہ سلیم بن موسیٰ ان الفاظ
کے بیان کرنے میں اکیلا ہے
اصل حدیث یوں ہے صبح
کی نماز کے بعد وتر نہیں اور یہی
بے شمار اہل علم کا قول ہے۔

العلم (ترمذی ص ۹۲) باب ما جاء في مبادرة الصبح بالوتر
سلیم بن موسیٰ پر جرح کرنے والے یہ چار گدل حضرات صحاح ستہ کے اساطین
میں سے شمار کئے جاتے ہیں۔

امام ابو حاتمؒ فرماتے ہیں محل اس کا سچائی کلبہ اور اس کی بعض حدیثوں
میں اضطراب (گرہ بڑ) ہے (تہذیب ص ۲۲۶)

امام علی بن المدینیؒ (شیخ البخاریؒ) فرماتے ہیں: دکان خولط
قبل موته بسير (تہذیب ص ۲۲۶) کہ موت سے کچھ مدت پہلے اس کے
حافظ میں اختلاط (حدیث کا رل مل جانا) واقع ہو گیا تھا۔

حافظ ابن حجر فرماتے ہیں :

صداوق فقیہ فی حدیثہ
بعض لایت و خلو ط
قبل موتہ بقلیل -
سچا ہے فقیہ ہے اس کی حدیث
میں کچھ کمزوری ہے اور اس
پر حدیث رل مل گئی تھی موت
سے تھوڑی مدت پہلے -
(تقریب ص ۱۲۶)

بعض سلیم بن موسیٰ کو ثقہ کہتے ہیں لیکن انہی صاحب کا اس قسم کے
راوی کے بارے میں فیصلہ یہ ہے یہ ٹھیک ہے مگر پھر بھی یہ راوی متکلم فیہ
اور منفقہ علیہ تو ہوا ہر لحاظ سے تو قابل استدلال نہ ہوا (ایام قربانی ص ۲۷)
سلیم بن موسیٰ سے اس حدیث کا راوی سعید بن عبدالعزیز الثنوی ہے
جس کی ولادت ۹۰ھ میں اور وفات ۱۶۷ھ یا ۱۶۸ھ میں ہے (تہذیب
ص ۶) یہ سلیم بن موسیٰ کے متقدمین شاگردوں میں سے نہیں ہے پس
ممکن ہے اس نے سلیم بن موسیٰ سے حالت اختلاط میں سنا ہو پس اس
روایت میں ایک اور خرابی اور ضعف پیدا ہو گیا ہے پس ایسی حدیث
مردود ہوتی ہے۔ ایک شاگرد سلیم بن موسیٰ کا ابو سعید بھی ہے مگر وہ
سند میں گھڑت ہے۔

سعید بن عبدالعزیز

اس راوی کا حافظہ آخری عمر میں خراب ہو گیا تھا اس سے روایت
کرنے والے شاگرد قدیم السماع نہیں فلہذا اس وجہ سے بھی یہ روایت
مردود ہے۔ علامہ البانی غیر مقلد لکھتے ہیں (ایک حدیث کی تحقیق میں)
سعید بن عبدالعزیز

مسلم کی شرط پر ہے پس بے
شک آخری عمر میں اس کے
حافظ میں اختلاط واقع ہو
گیا تھا جیسا کہ تقریب التہذیب
میں ہے اور ہم نہیں جانتے
کہ یہ حدیث اس نے اختلاط
سے پہلے روایت کی ہے یا
بعد میں۔

وان كان على
شرط مسلم فقد
اختلط في آخر
عمره كما في التقريب
ولا ندرى احداث
قبل الاختلاط ام
بعده -

(سلسلة الاحاديث الصحيحة ۲۵۸)

امام بیہقی کا فیصلہ

امام بیہقی فرماتے ہیں:

کہ ابوالسحق شیرازی رحمۃ اللہ
نے اپنی شرح میں کہا ہے
کہ بعض روایتوں میں قربانی
ماہ محرم تک کرنے کی اجازت
مردی ہے پس اگر یہ روایت
صحیح ہو تو محرم کے چاند نظر
آنے تک قربانی کرنا درست
ہو گا ورنہ صحیح روایت میں
ہے منیٰ کے ایام قربانی کے
دن ہیں اور اسی روایت پر

وقد قال ابوالسحق
الشيرازي رحمه الله
في الشرح روى
في بعض الاخبار
الاضحية الى رأس
المعبر فان صح
ذلك فالامر يتسع
فيه الى غرة المعبر
وان لم يصح فالخبر
الصحيح ايام منى ايام

نَحْرُ عَلِيٍّ مَذَابِنِي
 التَّائِعِ رَحِمَهُ اللَّهُ
 قَالَ الشَّيْخُ فِي كَلَامِهِمَا
 نَظَرْتُ هَذَا الرَّسَالَةَ
 وَمَا مَضَى لِاخْتِلَافِ
 الرِّوَايَاتِ فِيهِ عَلَى
 سَلِيمِ بْنِ مُوسَى
 وَحَدِيثِ سَلِيمَانَ
 بْنِ مُوسَى
 أَوَّلَهُمَا أَنْ يَقَالَ
 بِهٖ وَاللَّهِ أَعْلَمُ -

(السنن الکبریٰ ص ۲۹۸ / ۹۶)

امام شافعیؒ نے اپنے مسلک
 کی بنیاد رکھی ہے شیخ امام
 بیہقیؒ فرماتے ہیں کہ ان
 دونوں روایتوں میں قربانی
 ہے (یعنی دونوں صحیح نہیں)
 محرم تک والی مرسل روایت
 ہے اور گزشتہ روایت
 ایام تشریق میں قربانی کرنا
 اس میں راویوں کا سلیم بن
 موسیٰ پر اختلاف ہے یعنی
 اضطراب ہے ان دونوں
 میں سے سلیم بن موسیٰ کی
 روایت بہتر ہے کہ اس پر
 عمل کیا جائے (واللہ اعلم)

امام بیہقیؒ نے روایت کی حقیقت واضح فرمادی ہے اور آخر میں واللہ
 اعلم کہہ کر اشارہ کر دیا ہے کہ دل کا اطمینان حاصل نہیں ہو رہا۔

مگر غیر متقلدین حضرات امام بیہقیؒ کی اس جرح کو کبھی پیش ہی نہیں کرتے
 جو بہت بڑی بددیانتی اور خیانت ہے جبکہ ظالم اثری صاحب امام بیہقیؒ
 کی طرف اس روایت کی صحت کی نسبت کرتا ہے۔

(دیکھئے ایام قربانی ص ۱۲)۔

امام بزار کا فیصلہ

امام بزارؒ فرماتے ہیں:

وحدیث ابن ابی
حسین ہوالصواب مع
ان ابن ابی حسین
لم یلق جبیر بن
مطعم وانما ذکرنا
ہذا الحدیث لانا
لنحفظ عن رسول
اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم فی کل ایام
التشریق ذبح الاغنی
ہذا الحدیث
فکذا لک ذکرناہ وبینا
العللۃ فیہ -

کہ حدیث ابن ابی حسین کے
طریق سے بیان کرنا درست
ہے باوجودیکہ اس کی ملاقات
حضرت جبیر بن مطعم سے نہیں
اس حدیث کو ہم نے صرف
اس لیے ذکر کیا ہے کہ اس
کے سوانحی اکرم صلی اللہ علیہ
وسلم سے ایام تشریق میں
قربانی کرنے کی کوئی روایت
ہمیں یاد نہیں پس اس طرح
ہم نے اس کو ذکر کر کے اس
کی علت (خرابی) بھی ساتھ
ساتھ بیان کر دی ہے۔

(بحوالہ نصب الراية ص ۶۱/۳۷) -

علامہ ابن ترکمانی کا تبصرہ

علامہ ابن ترکمانیؒ فرماتے ہیں:

قلت سلیمان هذا متکلم
میں کہتا ہوں کہ سلیمان بن موسیٰ

فیہ حدیثہ ہذا راوی مجروح ہے اور اس کی یہ
اضطرب اضطراباً کثیراً حدیث سخت اضطراب کا
بینہ صاحب الاستذکار شکار ہے جس کا مکمل طور پر
وبین البیہقی حافظ ابن عبد البر مالکی نے

بعضہ فی ہذا کتاب الاستذکار میں بیان
کیا ہے اور کچھ اضطراب کا ذکر

اس باب میں امام بیہقی نے

بھی بیان کیا ہے۔ (البیہقی ص ۲۹۶/۹۷)

قارئین کرام! سلیم بن موسیٰ کی اس غلط روایت پر تبصرہ ان محدثین کرامؒ
کا آپ نے ملاحظہ کر لیا ہے ابھی کچھ تبصرہ باقی ہے جو دلیل نمبر ۲ کے جواب
کے تحت آ رہا ہے۔

دلیل نمبر ۲

حافظ محمد الیاس صاحب نے اپنے اجتہاد و سخت سے دوسری دلیل
بھی تلاش کر لی ہے۔ گویا کہ دوسرے غیر مقلد علماء اس دلیل سے غافل تھے
انری صاحب السنن البکری ص ۲۹۶ کے حوالہ سے یوں نقل کرتے ہیں انحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم نے بنی غفار کے ایک آدمی سے کہا اٹھ کر اعلان کر کہ
جنت میں صرف مؤمن جائے گا اور وہ کھانے پینے کے دن ہیں یعنی منیٰ
کے دن۔ سلیم بن موسیٰ نے ذبح کا لفظ زائد کیا ہے یعنی ایام منیٰ ایام ذبح۔
یہ ابن جریر نے کہا ہے۔ (ایام قربانی ص ۲۱)

الجواب

ابن جریر نے یہ حدیث کہ ایام منیٰ کھانے پینے کے دن ہیں اپنے

استاد عمرو بن دینار سے نقل کی ہے اور پہلے ہم بیان کر آئے ہیں کہ اس قسم کے مضمون کی حدیث کئی صحابہ کرامؓ سے مروی ہے چودہ صحابہؓ سے ہم اس کتاب کے اندر ذکر کر چکے ہیں اور یہ قبیلہ بنی غفار کے صحابیؓ بھی اس کو بیان کر رہے ہیں تو اس طرح تعداد پندرہ ہو گئی ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ اصل حدیث یہی ہے لیکن سلیم بن موسیٰ غلطی سے اس میں ذبح کے لفظ بڑھاتا ہے اور اسی بات کو محدث ابن جریرؒ بیان کر رہے ہیں چنانچہ اصل الفاظ ابن جریرؒ کے یوں ہیں زائد سلیم بن موسیٰ و ذبح یقول ایام ذبح ابنت جریر یحولہ (بیہقی)

سلیم بن موسیٰ نے ذبح کا لفظ بڑھا دیا ہے یہ اپنی روایت ایام ذبح کے الفاظ سے روایت کرتا ہے یہ بات سلیم بن موسیٰ کے ہاتھ میں ابن جریرؒ کہہ رہے ہیں۔

قارئین کرام ابن جریرؒ سلیم بن موسیٰ پر اعتراض کر رہے ہیں کہ وہ ذبح کا لفظ اپنی طرف سے زائد کرتا ہے جب کہ اصل حدیث اس طرح نہیں مگر اثری صاحب اس کو اپنی دوسری دلیل بنا کر پیش کر رہے ہیں بہت خوب۔
ع۔ عقل نبود تولد چہ سود

ایک دفعہ ابن جریرؒ نے سلیم بن موسیٰ سے یہ حدیث سُنی لَا نِكَاحَ إِلَّا بِوَلِيٍّ (وارث کے بغیر نکاح درست نہیں) سلیم بن موسیٰ اس حدیث کو امام زہریؒ سے بیان کرنا تھا تو ابن جریرؒ کے دل میں خیال آیا کہ امام زہریؒ سے دریافت کر لوں چنانچہ وہ فرماتے ہیں: فَلَقِيتَ الزَّهْرِيَّ سَأَلْتُهُ عَنْ هَذِهِ الْحَدِيثِ فَلَمْ يَعْرِفْهُ (مسند احمد ص ۴۶)۔

پس میں خود امام زہریؒ کو ملا پس ان سے اس حدیث کے بارے میں سوال کیا
تو وہ اس حدیث کو نہ پہچان سکے (یعنی انہیں اس حدیث کا علم ہی نہیں تھا)
کامل ابن عدی میں سلیم بن موسیٰ کے ترجمہ میں یہ الفاظ زائد ہیں فقلت لہ
ان سلیم بن موسیٰ حدثنا عندک قال ناثنی علی سلیمان خیرا و قال
الحشی ان یکون وہم علی (بحوالہ نصب الراية ص ۱۸۷)۔

ابن جریرؒ فرماتے ہیں پس میں نے امام زہریؒ کو کہا کہ سلیم بن موسیٰ آپ
سے یہ روایت بیان کرتا ہے پس امام زہریؒ نے سلیم بن موسیٰ کی تعریف کی اور
فرمایا کہ مجھے یہ خطرہ ہے کہ سلیم بن موسیٰ بھول کر میرے ذمہ یہ حدیث لگاتا ہے۔
امام بخاریؒ نے بھی التاریخ الصغیر ص ۱۲۸ میں مسند احمد والے الفاظ ابن
جریرؒ کے نقل کر کے مزید یہ الفاظ نقل کئے ہیں :

قال ابن جریر ہم دکان سلیم بن موسیٰ یعنی فی الفضل وعندک
احادیث مجائب۔

ابن جریرؒ فرماتے ہیں سلیم بن موسیٰ صاحب فضیلتہ شخص ہے لیکن اس
کے پاس عجیب و غریب قسم کی روایتیں ہوتی ہیں (یعنی جن کو نہ آنکھوں نے دیکھا
ہوتا ہے نہ کانوں سے سنا ہوتا ہے)۔

اس عبارت سے صاف معلوم ہوا کہ ابن جریرؒ سلیم بن موسیٰ کی بزرگی
ماننے کے باوجود اس کی منفرد روایت کو غلط قرار دیتے ہیں اور اس معاملہ میں
ان پر اعتماد نہیں کرتے۔ لیکن چونکہ ابن جریرؒ کا یہی سلیم بن موسیٰ پر اعتماد تھا
تو وہ یہ روایت لا نکاح الابولی اپنے شاگردوں کو بتا چکے تھے اس
لیے ان کے شاگرد اس روایت کو ابن جریرؒ عن سلیم بن موسیٰ عن الزہری
کے طریق سے بیان کرتے ہیں لیکن جب امام زہریؒ سے ملاقات ہوئی اور

اس روایت کے بارے میں حقیقت حال معلوم ہوئی تو پھر اس روایت کو بیان کر کے اصل حقیقت بھی ظاہر فرمادیتے تھے اور یہ روایت صحیح جرح کے ابن جریجؒ کے ایک لائق پختہ ثقہ قابل اعتماد شاگرد محدث اسماعیل بن ابراہیم المعروف بابن علیہ روایت کرتے ہیں۔

دوسری بات

لانکاح الابولی یہ روایت سلیمان بن موسیٰ کی عن الزہری عن عروۃ عن عائشہؓ کے طریق سے مروی ہے اگر یہ روایت درست ہوتی تو حضرت عائشہ صدیقہؓ اپنی روایت کی خلاف ورزی کرتے ہوئے حفصہ بنت عبد الرحمنؓ کا نکاح منذر بن زبیرؓ سے نہ کرتیں جب کہ عبد الرحمنؓ موجود نہ تھا وہ ملک شام گیا ہوا تھا (دیکھئے موطا مالک ص ۲۱)۔

دارت باپ موجود نہیں مگر حضرت عائشہؓ دارت کی عدم موجودگی میں نکاح کر رہی ہیں۔ پس ثابت ہوا کہ سلیمان بن موسیٰ کی روایت میں گڑبڑ ضرور ہوتی ہے جس میں وہ متغیر ہوا ہے لیکن غیر مقلدین حضرات کو سلیمان بن موسیٰ کی اندھی تقلید کر کے ان کی روایت پر اعتماد کرنا ہی پڑے گا کیونکہ اس کے سوا ان بے چاروں کا اور کوئی سہارا ہی نہیں کیا کریں مجبور ہیں۔

اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے ایام قربانی (یعنی قربانی کتنے دن تک جائز ہے) کے بارے میں بحث مکمل ہو گئی ہے غیر مقلدین حضرات کے مکرو فریب کا پردہ چاک کر دیا گیا ہے۔

قارئین کرام پڑھ کر فیصلہ کریں۔ کہ آیا غیر مقلدین حضرات کا دشواری و الحاح کے دن قربانی کے دن قربانی کو چھوڑ کر (جو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم

کی دائمی سنت ہے) تیرھویں ذوالحجہ کو قربانی کرنا سنت پر عمل کرنا مقصد ہے
یا سنت کی مخالفت کر کے محض اختلاف ڈالنا اور شرارت کرنا مقصد ہے
(لاحول ولا قوۃ الا باللہ)۔

وصلی اللہ تعالیٰ علی خیر خلقہ محمد وعلی آلہ واصحابہ
اجمعین امین برحمتک یا ارحم الراحمین۔

حافظ محمد حبیب اللہ ڈیروی غفرلہ
۲ محرم الحرام ۱۴۱۷ھ / ۲ جولائی ۱۹۹۶ء

(بقیہ لطیفہ)

ایام التشریق کٹھا ذبح (دارقطنی ص ۲۷)

ترجمہ: جب بن مطعم اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ حضور اکرم صلی اللہ
علیہ وسلم نے فرمایا تھا کہ تمام ایام تشریق میں ذبیحہ (قربانی) کرنا جائز ہے (ایام قربانی ضحیٰ)
مطعم جو کافر تھا اور حضرت حمزہ سید الشہداء رضی اللہ عنہ کے ہاتھوں جنگ بدر
میں سردار ہوا اس کو مولوی بشیر الرحمن نے صحابی بنا دیا ہے (لاحول ولا قوۃ الا باللہ)
اور دارقطنی دیکھے بغیر حوالہ نقل کر دیا ہے، حالانکہ دارقطنی میں مطعم کی کوئی روایت
نہیں وہ سند یوں ہے۔ عن نافع بن جبیر بن مطعم عن ابیہ سے مراد
جبیر ہیں یہ اس مطعم کے بیٹے ہیں۔ پہلے یہ بھی کافر تھے اس نے اپنے غلام وحشی
کو کہا تھا کہ اگر تو میرے باپ کا بدلہ جنگ اُحد میں حضرت حمزہؓ سے چکا دے
تو میں تمہیں آزاد کر دوں گا۔ بعد میں یہ جبیر معابی بن گئے۔

تالیفات حافظ محمد حبیب اللہ دیروی عفی عنہ

(۱) نور الصباح فی ترک رفع الیدین
بعد الافتتاح - قیمت ۲۶ روپے

(۲) نور الصباح حصہ دوم

قیمت - روپے

اس میں ارشاد الحق اثری کے رسالہ کا جواب
ہے اور حکیم محمود کے رسالہ شمس الضحیٰ کا جواب

۱۰ صفحات کتابت ہو چکے ہیں عنقریب

مکمل ہو جائے گی (انشاء اللہ تعالیٰ)

اس لیے پہلی نور الصباح کو حصہ اول

تصور کیا جائے۔

(۳) قہر حق بر صاحب ندائے حق

(حصہ اول) قیمت ۴۰ روپے

یہ وہ کتاب ہے جس نے ندائے حق کی

اشاعت کو بند کر دیا ہے اور مصنف

نیلوی نے قہر حق کے جواب نہ لکھنے

کی تحریر ہی طور پر اپنی عاجزی و معذرت

ظاہر کی ہے۔

(۴) اظہار التحسین فی اخفاء الثاہین

قیمت ۱۵ روپے

(۵) کو اطلال ہے بریلوی حضرات کا

فتوے مع اضافات جدیدہ عجیبہ

قیمت - ۶ روپے

(۶) نذیر اللہ حرام ہے بریلوی

حضرات کا فتویٰ - قیمت ایک روپے

(۷) حالات و کمالات اعلیٰ حضرت بریلوی

حصہ اول (ختم ہو گئی ہے)

(۸) ہدایہ علماء کی عدالت میں

حصہ اول - قیمت ۲۶ روپے

(۹) ضرب المثل علی القول المسند

مسند حیات البنی صلی اللہ علیہ وسلم

تاریخ کے آئینے میں - عنقریب طبع ہو

گی کتابت جاری ہے۔

(۱۰) قربانی کے تین دن ہیں

قیمت ۱۵ روپے

(۱۱) بریلوی حقائق بچواب دیوبندی حقائق

زیر ترتیب

ناشر: مکتبہ امدادیہ معرفت مسلم دہلی

مکمل شری بازار دیرہ اسماعیل خاں۔